www.KitaboSunnat.com

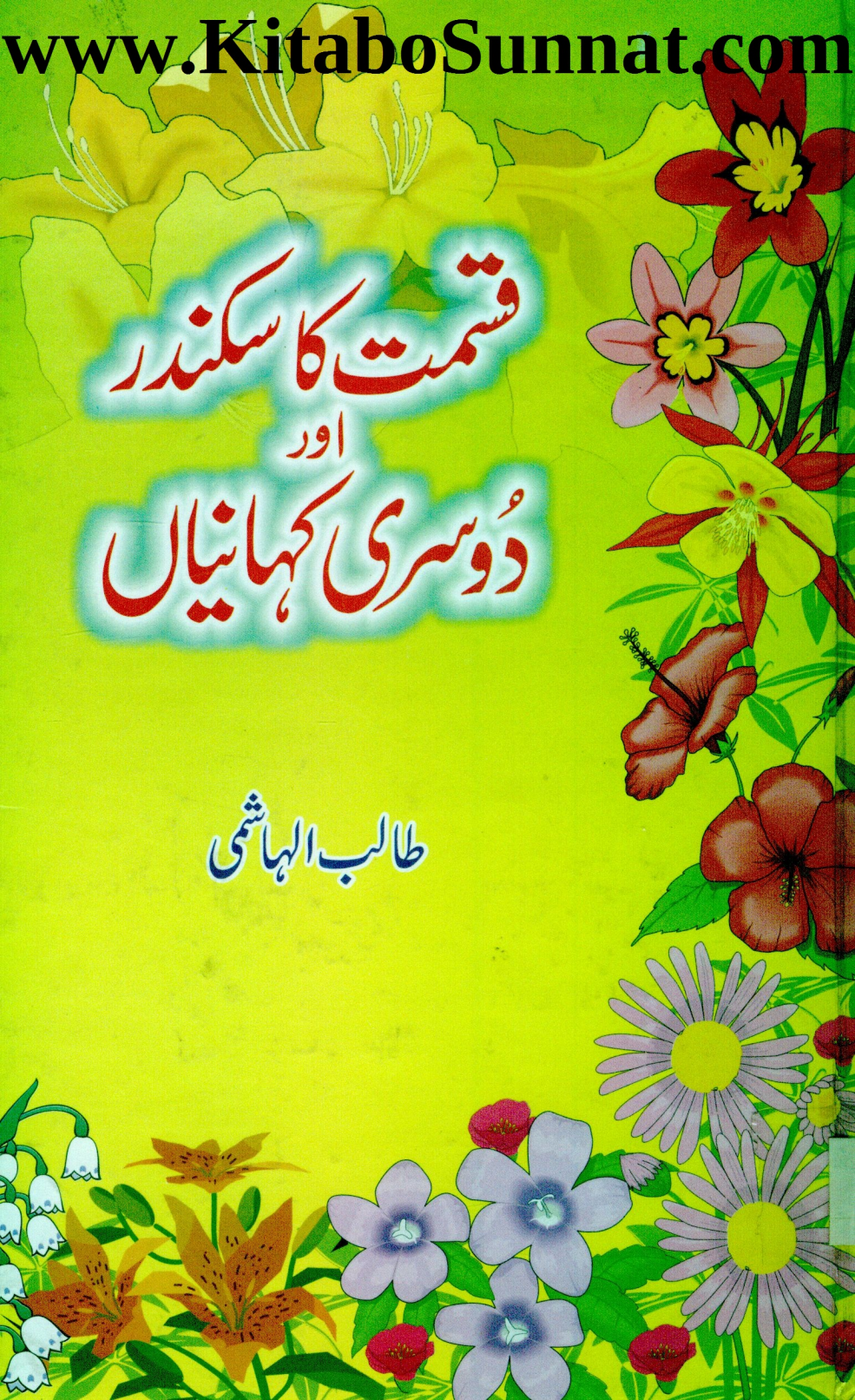

قسمت کا سکندر
اور
دوسری کہانیاں

طالب الہاشمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

قسمت کا سکندر اور دوسری کہانیاں

طالب الہاشمی

www.KitaboSunnat.com

طٰہٰ پبلی کیشنز
۲۲ اے ملک جلال الدین (وقف) بلڈنگ چوک اُردو بازار لاہور
Ph: 7231391 Mob: 0333-4470509

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسمت کا سکندر

اور

دوسری کہانیاں

طالب الہاشمی

طٰہٰ پبلی کیشنز

آفس: ۲۲-اے۔ ملک جلال الدین (وقف) بلڈنگ، چوک اُردو بازار لاہور
دکان نمبر 17 سیکنڈ فلور مسلم سنٹر چیٹر جی روڈ اردو بازار لاہور
Ph: 7231391 Mob: 0333-4470509

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس کتاب کا کوئی بھی حصہ طٰہٰ پبلی کیشنز/مصنف مرتب سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جاسکتا' اگر اس قسم کی کوئی بھی صورت حال ظہور پذیر ہوتی ہے تو قانونی کارروائی کا حق محفوظ ہے۔ (ادارہ)

22018
طالب G

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ

مرتب	:	طالب الہاشمی
ناشر	:	محمد عفیف طٰہٰ
طبع اوّل	:	جنوری 2006ء
مارکیٹنگ منیجر	:	صغیر احمد مغل
کمپوزنگ	:	محمد لبیب جمیل
قیمت	:	70 روپے
		2 امریکی ڈالر
		میاں جمیل پریس' لاہور

ISBN 969 - 8810 - 10 - 2

المکتبۃ الرحمانیۃ ٹرسٹ
99-جے ماڈل ٹاؤن لاہور
17044

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	(الف) کہنے کی کچھ باتیں	5
	(ب) اچھے بچے (نظم)	6
۱-	قطروس کا پچھتاوا	7
۲-	انوکھا بدلہ	12
۳-	لایا نہ کوئی اس مساوات کا جواب	14
۴-	سچی توبہ	19
۵-	رسول اللہ ﷺ کے شہسوار	22
۶-	غابہ کا مردِ میدان	27
۷-	رسولِ پاک ﷺ کی خاطر مزدوری	32
۸-	ایمان دار چرواہا	34
۹-	بڑا سخی کون	36
۱۰-	میرا ہر کام اللہ کے لیے ہے	38
۱۱-	جناب عمرؓ بن خطاب کا عجیب سفر نامہ	39
۱۲-	تربیت ایسے بھی ہوتی ہے	49

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳- علم کی قدر 50
۱۴- امام ابوحنیفہؒ کی بے مثال پرہیز گاری 52
۱۵- خوش قسمت مقروض اور فرشتہ سیرت قرض خواہ 55
۱۶- غیرت مند محتاج کی پوشیدہ مدد 57
۱۷- سچی دوستی 59
۱۸- کائی نے جان بچادی 62
۱۹- باغ کا ایمان دار رکھوالا 65
۲۰- دینی غیرت 67
۲۱- مظلوم کی سفارش 68
۲۲- رسولِ پاک کا ادب 70
۲۳- صبح کا بھولا شام کو گھر آ گیا 72
۲۴- عجیب بیماری، عجیب علاج 74
۲۵- قسمت کا سکندر 77
۲۶- بادشاہ کو نصیحت 82
۲۷- سزا کی جگہ انعام 84
۲۸- مولا بخش ہاتھی 86
۲۹ مجھے اسلام کی نعمت کیسے ملی 90
۳۰- یہ تو وہی دوا تھی 93
۳۱- کتابیات 95

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

کہنے کی کچھ باتیں

طٰہٰ پبلی کیشنز نے نونہالانِ قوم کے لیے کردار ساز کہانیوں کی اشاعت کا جو سلسلہ شروع کیا ہے' زیرِ نظر کتاب اس سلسلے کی دوسری کڑی ہے۔ پہلی کڑی ''چاندی کی ہتھکڑی اور دوسری کہانیاں'' تھی۔ راقم الحروف نے کوشش کی ہے کہ کہانیوں کے ان مجموعوں میں کوئی ایسی کہانی شامل نہ ہو جو بچوں کے ذہنوں پر کسی قسم کا منفی اثر ڈالے۔ کہانیوں کے یہ مجموعے خصوصی طور پر چھٹی سے دسویں جماعت تک کے طلبہ کے اذہان اور صلاحیتوں کو مدِنظر رکھ کر تیار کئے گئے ہیں' تاہم ان میں بڑی عمر کے افراد کے لیے بھی دلچسپی کا سامان موجود ہے اور چوتھی پانچویں جماعتوں کے ذہین طلبہ بھی انہیں بآسانی پڑھ سکتے ہیں۔ اُمید ہے کہ ان کہانیوں کا مطالعہ نونہالانِ قوم کے اخلاق و کردار کو سنوارنے اور ان میں اچھے مسلمان اور اچھے پاکستانی بننے کا جذبہ پیدا کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

احقر العباد
طالب الہاشمی
یکم دسمبر 2005ء

نوٹ: کتاب میں شامل بعض کہانیوں کے اختتامی صفحات پر کافی جگہ خالی رہ گئی تھی۔ اسے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ مقدسہ (احادیثِ نبویؐ) سے پُر کر دیا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھے بچے

جتنے اچھے بچے ہیں سب اللہ کے پیارے ہیں
سب کو اچھے لگتے ہیں سب کی مدد وہ کرتے ہیں
محتاجوں، ناداروں کی بیواؤں بیچاروں کی
بیماروں بیکاروں کی بدبختی کے ماروں کی
راہی، مفلس اور فقیر جتنے ہیں بے گھر دل گیر
ہو کوئی مظلوم یتیم سب کی مدد ہے کام عظیم
مسلم جو بھی اچھے ہیں
لوگوں کے کام آتے ہیں

(ابوالامتیاز ع س مسلم)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطروس کا پچھتاوا

ہمارے رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دنیا میں تشریف لانے سے کئی سَو سال پہلے کا ذکر ہے کہ فلسطین کے ایک شہر میں دو سگے بھائی رہتے تھے۔ ایک کا نام یہودا تھا اور دوسرے کا قطروس۔ دونوں نے ایک ہی ماں کا دودھ پیا تھا اور دونوں ایک ہی باپ کی شفقت کے سائے میں جوان ہوئے تھے۔ اس طرح کہنے کو تو وہ ماں اور باپ دونوں کی نسبت سے سگے بھائی تھے لیکن دونوں کے مزاج اور عادتوں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ یہودا اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا بڑا ایماندار، پرہیز گار، رحم دل اور سخی آدمی تھا جبکہ قطروس اللہ کو نہیں مانتا تھا اور بڑا ظالم، تنگ دل، بخیل اور مغرور شخص تھا۔ اُن کا باپ بہت دولت مند آدمی تھا اور بہت بڑی جائداد کا مالک تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو دونوں بھائیوں نے باپ کی چھوڑی ہوئی دولت اور جائداد آپس میں تقسیم کر لی اور دونوں اپنی طبیعت اور مزاج کے مطابق زندگی گزارنے لگے۔

یہودا اتنا زیادہ مال و دولت پا کر اللہ کا شکر گزار بندہ بن گیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا:

''اے میرے پروردگار! میں اپنی دولت تیری رضا حاصل کرنے کے لیے خرچ کروں گا، ہمیشہ تیری نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہوں گا اور تیری عبادت کرنے میں کبھی سستی نہیں کروں گا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اس نے اپنا مال کھلے دل سے محتاجوں' یتیموں اور بیواؤں کی مدد کے لیے خرچ کرنا شروع کر دیا۔ کسی کو تکلیف اور دُکھ میں مبتلا دیکھتا تو اس کی تکلیف اور دُکھ دُور کرنے کے لیے کوئی کسر اٹھا نہ رکھتا۔ کوئی سوالی اس کے دروازے سے خالی ہاتھ نہ جاتا۔ یہاں تک کہ اس کی تمام دولت نیکی کے کام کرتے کرتے ختم ہوگئی اور وہ قریب قریب مُفلِس (غریب) ہو گیا لیکن اس کا دل بالکل مطمئن رہا۔ غریبوں اور حاجت مندوں پر اپنی دولت خرچ کر کے اس کو جو سچی خوشی حاصل ہوئی وہ دولت کو سینت سینت کر رکھنے سے کبھی نہ مل سکتی تھی جو کچھ تھوڑا بہت اس کے پاس رہ گیا تھا وہ صبر شکر کے ساتھ اس سے اپنا گزارہ کرتا تھا۔

دوسری طرف قطروس کو جو دولت ملی' اُس نے اس کو لوہے کے صندوقچوں میں بند کر دیا اور ان کو تالے لگا دیے۔ کوئی غریب اور حاجت مند اس سے کچھ مانگتا تو وہ اس کو جھڑک دیتا اور ایک پیسا تک نہ دیتا۔ اس کی بخیلی کی وجہ سے لوگ اس سے نفرت کرنے لگے لیکن اپنی دولت کے نشے میں اس کو کسی کی پروا نہیں تھی۔ اس نے اپنی دولت کا بڑا حصہ خرچ کر کے لمبے چوڑے رقبے پر دو باغ لگائے۔ ان میں انگور کی بے شمار بیلوں کے ساتھ قسم قسم کے پھل دار درخت لگائے۔ دونوں باغوں کے درمیان سڑک بنائی' ان میں پانی کی نہر جاری کی۔ سڑک اور نہر کے دونوں جانب کھجور کے درخت لگائے اس طرح یہ باغ جَنّت کا نمونہ بن گئے۔ ان کی سرسبزی اور رونق کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی تھیں۔ ان باغوں کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے قطروس کو جو نعمت عطا کی تھی' وہ اس کا شکر ادا کرنے کے بجائے کہتا تھا کہ یہ باغ میں نے اپنی محنت اور دولت سے بنائے ہیں' اللہ نے میرے لیے کچھ نہیں کیا۔

ایک دن قطروس کا بھائی یہودا اس حال میں اس سے ملنے آیا کہ اس نے معمولی سادہ کپڑے پہن رکھے تھے۔ قطروس نے گردن اکڑا کر اس کو بڑی حقارت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دیکھا اور کہا:

''تمہیں جو دولت اور جائداد ملی تھی، وہ کدھر گئی؟ تم نے سب ضائع کر دی۔ اسی لیے تم مفلس ہو اور روکھی سوکھی کھا کر گزارہ کرتے ہو۔ میری طرف دیکھو۔ میں بے حساب مال و دولت اور ان باغوں کا مالک ہوں۔ میرے کتنے ہی نوکر چاکر ہیں۔ میرے باغ کے درختوں میں ہر سال خوب پھل آتا ہے اسے بیچ کر میری دولت اور بڑھ جاتی ہے۔ ان درختوں پر ہمیشہ بہار آتی رہے گی اور تم ہمیشہ مفلسی کی حالت میں ٹھوکریں کھاتے رہو گے۔''

یہودا نے اس سے کہا:

''تم اپنے مال اور باغوں پر مت اِتراؤ۔ ایک دن میں بھی اور تم بھی خالی ہاتھ اس دنیا سے جائیں گے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے تو جو کچھ دنیا میں ہم نے کیا ہے اس کا حساب ہوگا۔ تم ہر وقت اپنے مال اور باغوں کی حفاظت کی فکر میں رہتے ہو۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے ایسی کوئی فکر نہیں اور میں بڑے آرام سے زندگی گزار رہا ہوں۔''

قطروس نے کہا: یہ سب باتیں تم لوگوں نے اپنے پاس سے گھڑ رکھی ہیں، مرنے کے بعد حساب والی بات میری سمجھ میں تو نہیں آتی، بھلا مرنے کے بعد کسی کو دوبارہ کیسے زندہ کر کے اس کا حساب لیا جا سکتا ہے۔ اگر میں تمہاری بات مان لوں تو پھر تم بھی مان لو کہ اگر تمہارے اللہ نے مجھے اس قابل سمجھا ہے کہ دنیا میں مجھے اتنی دولت اور جائداد دے تو مرنے کے بعد وہ مجھے اس سے بھی بہتر اور اچھی دولت جائداد اور اچھے باغ دے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودا نے قطروس کی ہٹ دھرمی پر افسوس کرتے ہوئے کہا:

''تمہاری عقل پر پردہ پڑ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو ہر شے کا خالق اور مالک ہے' تم اس کا انکار اور اس کی ناشکری کرتے ہو۔ تم مجھے مفلسی کا طعنہ دے کر اپنی دولت مندی پر اکڑ رہے ہو لیکن میں اس مفلسی میں تم سے زیادہ دولت مند ہوں اس لیے کہ میرے دل اور میری روح کو سکون اور اطمینان حاصل ہے جو کچھ میرے پاس ہے اس سے زیادہ مجھے کسی چیز کا لالچ نہیں ہے۔ تمہارے ہیرے موتی میرے نزدیک پتھر کے ٹکڑے ہیں۔ تمہارے یہ باغ میرے نزدیک اس گھاس کی طرح ہیں جو زمین پر اُگتی اور بڑھتی رہتی ہے اور پھر ایک دن خشک ہو کر بھُوسا بن جاتی ہے۔''

یہودا نے اسی طرح اور بہت سے باتیں کیں اور بہت کوشش کی کہ قطروس کسی طرح سیدھے راستے پر آ جائے اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن جائے لیکن قطروس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ یہودا کی ہنسی اڑاتا رہا اور بار بار یہی کہتا رہا کہ نہ میرے مال و دولت کو کوئی خطرہ ہے اور نہ میرے باغوں کی سرسبزی اور شادابی کبھی ختم ہو گی۔ آخر یہودا اس کی طرف سے مایوس ہو کر چلا گیا۔

کرنا خدا کا کہ ایک رات کو معلوم نہیں اللہ کی طرف سے باغوں پر کیسی آفت آئی کہ وہ تباہ و برباد ہو گئے۔ نہ نہر اور سڑک باقی رہی اور نہ کوئی درخت باقی بچا..... اس رات بستی کے لوگوں پر ایسی نیند طاری ہوئی کہ کسی کو اس بربادی کی کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ قطروس صبح کو اٹھا اور ہر روز کی طرح سیر کے لیے دونوں باغوں کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں جا کر اس نے جو کچھ دیکھا' اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں..... باغوں کی جگہ مٹی کے ڈھیر پڑے تھے۔ نہ کوئی انگوروں کی بیل نظر آتی تھی اور نہ کوئی درخت۔ ہر شے برباد ہو چکی تھی۔

اس کی بڑی دولت اس کے باغ تھے۔ ان کے برباد ہونے سے اس کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دولت بھی برباد ہوگئی۔

اب اس کی اکڑی ہوئی گردن جھک گئی۔ اسے یہودا کی باتیں یاد آنے لگیں اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا کہ میں نے یہودا کی بے عزتی کیوں کی اور اس کی باتوں کو ہنسی میں کیوں اڑایا۔

قطروس کی زبان پر اب بار بار یہی الفاظ آ رہے تھے۔

''کاش میں نے اپنے بھائی کی بات مان لی ہوتی۔ کاش میں نے اپنی دولت غریبوں اور حاجت مندوں کو جھولیاں بھر بھر کر دی ہوتی۔ کاش میں نے اپنے اللہ کو جو سب کا خالق اور مالک ہے' نہ بھلایا ہوتا۔''

لیکن اب کیا ہو سکتا تھا' جب چڑیاں چگ گئیں کھیت پھر پچھتائے کیا ہوت

قطروس کے پچھتاوے اور توبہ کا نتیجہ کیا ہوا؟

اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ ہاں ہمیں یہ سبق ضرور ملتا ہے کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ بُرے کاموں سے بچنا چاہیے۔ حاجت مندوں کی دل کھول کر مدد اور خدمت کرنی چاہیے اور غرور یا تکبّر کبھی نہیں کرنا چاہیے کہ اس سے اللہ سخت ناراض ہوتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انوکھا بدلہ

۱۸ رمضان ۲ ہجری کو مکہ کے کافروں اور مسلمانوں کے درمیان پہلی لڑائی بدر کے میدان میں ہوئی۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے رسولِ کریم ﷺ نے مسلمان مجاہدوں کی صف بندی فرمائی۔ اس وقت آپ کے دستِ مبارک میں ایک چھڑی یا تیر کی لکڑی تھی جس سے آپ ﷺ صفوں کو درست فرما رہے تھے۔ کسی کو آپ ﷺ اشارہ فرماتے کہ آگے ہو جاؤ اور کسی سے فرماتے پیچھے ہو جاؤ۔ ایک مجاہد حضرت سوادِ بن غزیہ انصاری رضی اللہ عنہٗ اپنی صف سے آگے نکلے ہوئے تھے۔ آپ نے چھڑی یا تیر سے ان کو ٹہوکا دیا اور فرمایا' اے سواد! اپنی صف میں برابر ہو جاؤ۔ حضرت سوادؓ فوراً پیچھے ہٹ کر اپنی صف میں برابر ہو گئے لیکن ساتھ ہی عرض کیا:

''یارسول اللہ! آپ کی چھڑی (یا تیر) سے مجھے بہت تکلیف پہنچی ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حق اور انصاف کے ساتھ دنیا میں بھیجا ہے۔ آپ مجھے بدلہ دیں۔''

رسولِ کریم ﷺ نے اسی وقت اپنے جسمِ مبارک سے کپڑا ہٹا دیا اور فرمایا:

''آؤ بدلہ لے لو''

اس پر حضرت سواد رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے گلے لپٹ گئے اور آپ ﷺ کے شکمِ مبارک کو چُوم لیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ نے پوچھا' اے سواد! تم نے ایسا کیوں کیا؟

انھوں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! اس وقت اللہ کے دشمنوں سے لڑائی ہوا چاہتی ہے ہوسکتا ہے کہ میں اس میں مارا جاؤں' اس لیے میں نے چاہا کہ اس موقع پر (جو شاید آپ سے میری آخری ملاقات ہو) کہ میرا بدن آپ کے جسمِ پاک سے مَس ہو جائے''

یہ سن کر حضور ﷺ نے ان کے لیے دعائے خیر فرمائی۔

حدیثِ نبوی ﷺ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کو اپنے ماں باپ اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری مَحبّت نہ ہو۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لایا نہ کوئی اس مساوات کا جواب

(۱)

۱۴ نبوّت میں رسولِ پاک صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم مکّہ سے ہجرت فرما کر قُبا پہنچے تو آپ ﷺ نے مدینہ (جس کا نام اس وقت یثرِب تھا) میں داخل ہونے سے پہلے قُبا میں چند دن قیام فرمایا۔ اس دوران میں آپ ﷺ نے وہاں ایک مسجد کی بنیاد رکھی جو ''مسجدِ قُبا'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ توبہ کی آیت ۲۸ میں اس طرح آیا ہے:

ترجمہ: ''وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن (شروع ہی میں) پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے' اس بات کی زیادہ حق دار ہے کہ آپ اس میں نماز کے لیے کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جن کو صفائی بہت پسند ہے اور اللہ صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

اس مسجد کی تعمیر میں رسولِ پاک صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم نے اپنے صحابہؓ کے ساتھ مل کر پورا حصہ لیا۔ آپ ﷺ مزدوروں کا طرح پتھر اُٹھا اُٹھا کر لاتے تھے۔ بھاری پتھر اُٹھاتے وقت کمر مبارک جھک جاتی اور آپ تھک جاتے لیکن برابر کام کیے جاتے تھے۔ صحابۂ کرامؓ عرض کرتے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یارسولُ اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں' یہ کام ہم خود کرلیں گے۔''

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیارے ساتھیوں کا دل رکھنے کی خاطر ہاتھ کا پتھر چھوڑ دیتے لیکن پھر کوئی دوسرا وزنی پتھر اُٹھا لیتے۔ جب تک مسجد کی تعمیر مکمل نہ ہوگئی آپ دوسرے لوگوں کی طرح برابر کام کرتے رہے۔

(۲)

رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم قباء سے یثرب تشریف لائے تو یہ شہر مدینۃ النبی ﷺ (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر) بن گیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ نے یہاں بھی اُس پاک مسجد کی تعمیر کا آغاز فرمایا جسے مسجدِ نبوی ﷺ کہا جاتا ہے۔ اس کے معماروں اور مزدوروں میں خود رسولِ پاک ﷺ بھی شامل ہوگئے۔ آپ پتھر اور گارا ڈھوتے ہوئے پسینے میں شرابور اور گردوغبار میں اَٹ جاتے۔ صحابۂ کرامؓ آپ کو اس طرح مشقت کرتے' دیکھ کر بار بار التجا کرتے کہ یارسول اللہ! ہم غلاموں کے ہوتے ہوئے آپ تکلیف نہ فرمائیں لیکن حضور صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم ان کے جواب میں مسکرا دیتے' اُن کو دعائیں دیتے اور برابر کام میں مصروف رہتے یہاں تک کہ چند ماہ میں مسجد کی تعمیر مکمل ہوگئی۔

(۳)

رسول پاک ﷺ اور مکّہ کے کافروں کے درمیان سب سے پہلی لڑائی بدر کے میدان میں رمضان ۲ ہجری میں ہوئی۔ آپؐ مدینہ سے بدر کے لیے روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ تین سَو سے کچھ اوپر (۳۱۳ یا ۳۱۷) اصحاب تھے اور سواری کے لیے صرف ستّر اونٹ تھے۔ اس لیے تین تین آدمیوں کو ایک ایک اونٹ سواری کے لیے ملا جس پر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ باری باری سوار ہوتے تھے۔ ایک اونٹ رسولِ پاک ﷺ حضرت علیؓ اور حضرت مرثدؓ بن ابی مرثد کے حصے میں آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی باری سے اونٹ پر سوار ہوتے اور پھر پیدل چلنے والوں کے ساتھ شریک ہو جاتے۔ آپ ﷺ کے دونوں ساتھیوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! آپ اونٹ پر سوار رہیے' پیدل چلنے کی تکلیف نہ فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں' میں تم سے کم پیدل نہیں چل سکتا اور نہ تم سے کم ثواب کا محتاج ہوں۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ تم پیدل چلو اور میں سوار ہوں۔

(۴)

ایک دفعہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم چند صحابہ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ ایک جگہ اس قافلے نے تھوڑی دیر کے لیے قیام کیا تا کہ کھانا کھایا جائے۔ کھانا پکانے کے لیے سب اصحاب نے ایک ایک کام اپنے ذِمّہ لے لیا۔ کسی نے آٹا گوندھنے کی خدمت اپنے ذِمّہ لی' کسی نے پانی لانے کی' کسی نے آگ جلانے کی' کسی نے روٹیاں پکانے کی۔ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے قریبی جنگل سے لکڑیاں لانے کی خدمت اپنے ذِمّہ لی۔ صحابہؓ نے عرض کیا' یارسول اللہ! ہم خدمت کے لیے موجود ہیں' آپ تکلیف نہ فرمائیں لیکن آپ نے فرمایا: مجھے یہ پسند نہیں کہ تم لوگ کام کرو اور میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا رہوں' مجھے بھی اپنے حصہ کا کام کرنا چاہیے۔

(۵)

۵ ہجری میں خندق کی لڑائی پیش آئی۔ اس میں عرب کے سارے کافروں (مکّہ کے قریش اور خیبر کے یہودیوں وغیرہ) نے ایکا کر کے مدینہ مُنَوَّرہ پر چڑھائی کر دی تھی۔ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کے فیصلہ کے مطابق مسلمانوں نے ساڑھے تین میل لمبی' پانچ سے نَو گز تک چوڑی اور پانچ سے سات گز تک گہری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خندق کھود کر شہر کی حفاظت کی۔ زمین کئی جگہ سے سخت پتھریلی تھی اور خندق کھودنا سخت مشکل کام تھا لیکن تین ہزار مجاہدوں (صحابہؓ) نے اس کے کھودنے میں اپنی جانیں لڑا دیں اور دن رات ایک کر دیے۔ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے بھی اس سخت مشقّت والے کام میں شروع سے اخیر تک حصہ لیا۔ آپ ﷺ صحابہ کے ساتھ مل کر نہ صرف مٹی کھودتے بلکہ اسے اُٹھا کر باہر بھی پھینکتے۔ یہ کام کرتے ہوئے آپ کا سینۂ مبارک اور شکمِ مبارک مٹی سے چھپ جاتے لیکن آپ برابر کام جاری رکھتے تھے۔ صحابہ نے بار بار آپ سے التجا کی کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں ہم سارا کام خود ہی کر لیں گے لیکن آپ کھدائی مکمل ہونے تک صحابہ کے ساتھ سارے کاموں میں شریک رہے۔ کھدائی کی مشقّت کے علاوہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے مسلمانوں کی طرح فاقوں کی مصیبت بھی نہایت صبر اور حوصلے کے ساتھ جھیلی کیونکہ خوراک کم پڑ گئی تھی۔ یہ خندق اور مسلمانوں کی ہمت تھی کہ حملہ کرنے والے کافر شہر میں داخل نہ ہو سکے اور بیس اکیس دن کے بعد آندھی کے خوفناک طوفان نے انہیں برے حال میں بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

www.KitaboSunnat.com

(۶)

حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہُ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کے ایک پیارے ساتھی اور خادم تھے۔ انھوں نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی سواری اونٹنی کی مہار تھامنے (سواری کھینچنے) کی خدمت کا ذِمّہ لے رکھا تھا۔ ایک دفعہ کسی سفر میں رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی سواری کھینچ رہے تھے کہ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد حضور ﷺ نے سواری بٹھا دی اور ان سے فرمایا: عقبہ! اب تم سوار ہو لو۔ شاید آپ ﷺ نے محسوس فرمایا تھا کہ وہ تھک گئے ہیں۔ حضرت عقبہؓ نے سواری پر بیٹھنا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے ادبی سمجھا اور عرض کیا' یارسول اللہ! میری کیا مجال کہ آپ کی سواری پر بیٹھوں' آپ نے دوبارہ حکم دیا' انھوں نے اپنی بات دہرائی لیکن آپ نے اتنا اصرار کیا کہ انہیں آپ کا حکم ماننا پڑا۔ اب دنیا کے سامنے یہ حیران کر دینے والا نظارہ تھا کہ خادم سوار ہے اور آقا صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم سواری کھینچ رہے ہیں۔

حدیثِ نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم

حضرت عبدالرحمٰن بن غنمؓ اور حضرت اسماءؓ بنتِ یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے اور بدترین بندے وہ ہیں جو چغلیاں کھانے والے' دوستوں میں جدائی ڈالنے والے ہیں اور جو یہ کوشش کرتے رہتے ہیں کہ اللہ کے پاک دامن بندوں کو کسی گناہ میں ملوث یا کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کریں۔ (مُسندِ احمد شُعبُ الایمان للبیہقی)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سچّی توبہ

ہمارے رسولِ پاک صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم کے ایک پیارے ساتھی حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم نے بیان فرمایا کہ: ''تم لوگوں سے پہلی کسی اُمّت میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے بندے قتل کیے تھے۔ (ایک وقت ایسا آیا کہ وہ اپنے اس طرح خون بہانے پر دل میں شرمندہ ہوا اور سوچنے لگا کہ مرنے کے بعد میرا کیا حال ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے کیسی سزا ملے گی۔ یہ سوچ کر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ اس علاقے میں سب سے بڑا عالِم کون ہے؟ (تا کہ اس سے جا کر پوچھے کہ اپنے گناہ بخشوانے کے لیے میں کیا کروں۔) لوگوں نے اسے ایک ایسے بزرگ عالِم کا پتا بتایا جو الگ تھلگ ایک گوشے میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت کرتے رہتے تھے۔ وہ شخص ان کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میں ایسا آدمی ہوں جس نے ننانوے خون کیے ہیں' کیا مجھ جیسے قاتل کی بھی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ انھوں نے کہا' بالکل نہیں۔ یہ سن کر وہ شخص آپے سے باہر ہوگیا اور اس نے ان (بزرگ عالِم) کو بھی قتل کر دیا۔ اس طرح وہ سَو آدمیوں کا قاتِل بن گیا۔ (اس کے بعد اس کے دل میں پھر فکر پیدا ہوئی کہ میں نے اللہ کے سَو بندوں کو ناحق قتل کیا ہے' مرنے کے بعد میرا کیا حشر ہوگا) اس نے پھر لوگوں سے کسی بہت بڑے عالِم کا پتا پوچھا: انھوں نے ایک اور بڑے عالِم کا پتا بتایا تو وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے سَو خون کیے ہیں تو کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھ جیسے گناہگار کی توبہ بھی قبول ہوسکتی ہے اور وہ بخشا جا سکتا ہے؟ انھوں نے فرمایا' ہاں ہاں اور کون ہے جو اس کے اور توبہ کے درمیان رکاوٹ بن سکے' تم یوں کرو کہ فلاں بستی میں چلے جاؤ وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے کچھ بندے رہتے ہیں تم بھی ان میں شامل ہو جاؤ' ان کے ساتھ عبادت میں مشغول ہو جاؤ اور پھر وہاں سے کبھی اپنی بستی میں واپس نہ آؤ یہ بڑی خراب بستی ہے۔ وہ شخص ان بزرگ عالم کی بتائی ہوئی بستی کی جانب چل پڑا۔ یہاں تک کہ جب اس نے آدھا راستہ طے کرلیا تو اس کا آخری وقت آ گیا اور وہ فوت ہوگیا۔ اس کے بارے میں رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں بحث ہونے لگی (کہ وہ رحمت کا حقدار ہے یا عذاب کا) رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ توبہ کر کے آیا اور اس نے سچّے دل سے اپنا رخ اللہ کی طرف کرلیا اس لیے یہ رحمت کا حق دار ہو چکا ہے۔

عذاب کے فرشتوں نے کہا' اس نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا اور اس نے سَو خون کیے ہیں اس لیے یہ سخت عذاب کا حق دار ہے۔ اس وقت ایک فرشتہ اللہ کے حکم سے آدمی کی شکل میں آیا۔ فرشتوں کی دونوں جماعتوں نے اس کو منصف بنا لیا۔ (یعنی اس معاملے کا فیصلہ اس پر چھوڑا۔) اس نے فیصلہ دیا کہ دونوں بستیوں کے درمیان فیصلہ کی پیائش کی جائے یعنی بُری بستی جہاں سے مرنے والا شخص چلا تھا اور اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندوں والی بستی جس کی طرف وہ جا رہا تھا ان کا درمیانی فاصلہ پھر جس مقام پر اس نے وفات پائی' وہ مقام جس بستی کے قریب ہو (یعنی اس کا فاصلہ کل فاصلے کے آدھے سے زیادہ ہو) تو اس کو اسی بستی کا مانا جائے گا۔ اب جو اس مقام کا فاصلہ دونوں بستیوں سے ماپا گیا تو وہ عبادت گزاروں کی بستی کے قریب نکلا چنانچہ رحمت کے فرشتوں نے اسے اپنے حساب میں لے لیا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیثِ پاک میں جو قِصہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی کوئی حد و نہایت نہیں۔ اگر بڑے سے بڑے گناہگار بھی سچّے دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ اور آیندہ کے لیے گناہوں سے بچنے کا عہد کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔ کسی ایک انسان کو بھی ناحق قتل کرنا پوری انسانیت کو قتل کرنے کے برابر ہے۔ ایسا کرنا بدترین گناہ ہے۔ یہ اللہ کی نافرمانی کے علاوہ قتل ہونے والے کے بیوی بچوں پر بھی ظلم ہے۔ لیکن سَو ناحق خون کرنے والے آدمی نے سچے دل سے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش کا سامان بھی پیدا کر دیا۔ اس میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ برے کاموں سے ہمیشہ بچنا چاہیے کیونکہ توبہ کی مہلت ملنے سے پہلے ہی موت آ سکتی ہے۔

حدیثِ نَبوی ﷺ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عَنہُ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا کام سب سے زیادہ پیارا ہے۔

آپؐ نے فرمایا کہ نماز کا اس کے وقت پر پڑھنا۔

میں نے عرض کیا' کہ پھر کون سا؟

آپؐ نے فرمایا کہ ماں باپ سے بھلائی کرنا۔

میں نے عرض کیا' کہ پھر کون سا؟

آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (بخاری و مسلم)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولؐ اللہ کے شہسوار (فارسِ رسولؐ اللہ)

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہُ ہمارے رسولِ پاک ﷺ کے ایک پیارے ساتھی (صحابی) تھے۔ وہ بڑے بہادر اور نڈر آدمی تھے۔ جب کبھی اسلام کے دشمنوں کے خلاف لڑنا پڑا' ایسی بہادری سے لڑے کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم خوش ہو گئے۔ ۶ ہجری کا واقعہ ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیس اونٹنیاں ایک چشمہ (یا گاؤں) ذی قرد کے قریب ایک جنگل میں چرا کرتی تھیں۔ حضور ﷺ کے ایک خادم حضرت ذرؓ بن ابوذر غفاریؓ ان کی نگرانی پر مقرر تھے۔ ایک دن اسلام کے چالیس دشمنوں نے چراگاہ پر چھاپا مارا اور حضرت ذر رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے اونٹنیوں کو ہانک کر لے چلے۔ اتفاق سے رسولِ پاک ﷺ کے دو صحابی حضرت سَلَمہؓ بن اَکوَعْ اور حضرت رباحؓ گھوڑے پر سوار وہاں آ نکلے۔ ان کو اس واقعہ کا علم ہوا تو حضرت سلمہؓ نے حضرت رباحؓ کو گھوڑے پر سوار کر کے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینے کے لیے مدینہ کی طرف روانہ کیا اور خود ایک قریبی ٹیلے پر چڑھ کر (مدینہ کی طرف منہ کر کے) تین مرتبہ یہ نعرہ لگایا۔

''یا صباحاہ یا صباحاہ یا صباحاہ''

اس کا مطلب ہے۔ ''اے صبح کی مصیبت'' عرب میں یہ نعرہ کسی مصیبت کے وقت مدد طلب کرنے کے لیے لگایا جاتا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ نعرہ لگانے کے بعد حضرت سلمہؓ تو چھاپا ماروں کے تعاقب میں روانہ ہوگئے۔ (یہ تعاقب انھوں نے کس طرح کیا' یہ قِصّہ ''غابہ کا مردِمیدان'' کے عنوان کے نیچے پڑھیے)

ادھر مدینہ میں حضرت سَلَمہؓ کی آواز پہنچی تو رسولِ پاک ﷺ نے اپنے تین بہادر ساتھیوں کو حضرت سَلَمہؓ کی مدد کے لیے روانہ فرمایا۔ یہ تین بہادر تھے۔ حضرت اخرم اسدیؓ، حضرب ابوقتادہؓ اور حضرت مقدادؓ بن اسود۔ یہ تینوں گھوڑوں پر سوار ہو کر بڑی تیزی سے حضرت سَلَمہؓ کی مدد کے لیے روانہ ہوئے۔ ان کے پہنچنے سے پہلے حضرت سَلَمہؓ نے چھاپا ماروں سے اونٹنیاں چھین چکے تھے لیکن ڈاکو پلٹ کر ان کو پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ حضرت اخرم اسدیؓ سب سے آگے تھے۔ انھوں نے آتے ہی ایک ڈاکو عبدالرحمٰن فزاری پر حملہ کیا لیکن اس نے اپنے نیزے سے حضرت اخرمؓ کو شہید کر ڈالا۔ اسی وقت حضرت ابوقتادہؓ آ پہنچے۔ انھوں نے اپنا نیزہ عبدالرحمٰن کے جگر کے پار کر دیا اور حضرت اخرمؓ کا بدلہ لے لیا پھر حضرت ابوقتادہؓ اور حضرت مقدادؓ نے حضرت سلمہؓ کے ساتھ مل کر چھاپا مار ڈاکوؤں کو اپنے نیزوں کی نوکوں پر رکھ لیا۔ اتنے میں رسول پاک ﷺ کے بھیجے ہوئے کچھ اور سوار بھی پہنچ گئے۔ انہیں دیکھتے ہی بزدل ڈاکوؤں کے اوسان خطا ہو گئے اور انھوں نے بھاگنے ہی میں اپنی خیریت سمجھی البتہ ان کے دو گھوڑے حضرت سلمہ بن اَکْوَعؓ نے پکڑ لیے۔ ڈاکوؤں سے نپٹ کر یہ سب اصحاب واپس ذی قرد پہنچے تو وہاں رسولِ پاک ﷺ کو پانچ سَو ہتھیار بند جاں نثاروں کے ساتھ موجود پایا۔ سارا قصہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا:

''ہمارے سواروں میں بہترین سوار ابوقتادہ ہیں۔''

اسی دن سے ان کا لقب ''فارسِ رسولؐ اللہ'' (یعنی رسول اللہ ﷺ کے شہسوار)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور ہو گیا۔ گھوڑے کی سواری کے ماہر کو شہسوار کہا جاتا ہے۔

۸ ہجری میں مکّہ کی فتح کے بعد حُنین کی لڑائی پیش آئی۔ اس لڑائی کے شروع ہوتے ہی گھات میں بیٹھے ہوئے دشمن نے مسلمانوں پر اتنے تیر برسائے کہ رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور تھوڑے سے صحابہ کے سوا سب مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ میدان میں جم کر لڑنے والے مجاہدوں میں تھے۔ ایک موقع پر ان کی نظر دشمن کے ایک جنگجو پر پڑی جو ایک مسلمان پر پیچھے سے حملہ کرنے کے لیے پر تول رہا تھا۔ حضرت ابوقتادہؓ نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس پر اپنی تلوار کا ایسا بھرپور وار کیا کہ اس کا ہاتھ کٹ کر دُور جا پڑا۔ وہ ان کو لپٹ گیا دوسرے ہاتھ سے ان کو دبانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا اور حضرت ابوقتادہؓ کے ہاتھ سے مارا گیا۔

رسولِ پاک ﷺ نے ایک دفعہ حضرت ابوقتادہؓ کو ۱۵ مجاہدوں کا امیر بنا کر ایک مقام خضرہ کی طرف بھیجا وہاں مسلمانوں کا ایک دشمن قبیلہ آباد تھا۔ اس نے مقابلہ کیا لیکن حضرت ابوقتادہؓ نے اسے بری طرح شکست دی اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قیدی بنا لیا۔ پھر ان قیدیوں کے ساتھ ۲۰۰ اونٹ اور دو ہزار بکریاں لے کر مدینہ واپس آئے۔

حضرت ابوقتادہؓ بدر کی لڑائی میں کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے۔ اس کے بعد رسولِ پاک ﷺ کے زمانے میں ہونے والی ہر لڑائی میں شریک ہوئے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بہادر ہونے کے ساتھ بڑے رحم دل اور نرم مزاج بھی تھے۔ ایک دفعہ ایک انصاری صحابی فوت ہو گئے اور ان کی میّت نمازِ جنازہ کے لیے رسولِ پاک ﷺ کے پاس لائی گئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا' اس پر قرض تو نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا' دو دینار قرض ہے۔ (دینار سونے کا قیمتی سکّہ ہوتا تھا)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ نے پوچھا' اس نے کچھ (مال) چھوڑا بھی ہے یا نہیں؟ لوگوں نے عرض کیا' کچھ نہیں۔

رسولِ پاک ﷺ کسی قرضدار کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ اس لیے آپ نے فرمایا' تم لوگ ان کی نمازِ جنازہ پڑھ لو۔ اس موقع پر حضرت ابوقتادہؓ بھی موجود تھے۔ انھوں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! اگر اس مرنے والے شخص کی طرف سے میں قرض ادا کروں تو پھر آپ نمازِ جنازہ پڑھائیں گے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں

حضرت ابوقتادہؓ نے اسی وقت فوت ہونے والے صحابی کا قرض ادا کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی۔ اب آپ ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھا دی۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ آسودہ حال تھے اور ضرورت مند مسلمانوں کو قرض بھی دے دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک غریب مسلمان نے ان سے قرض لیا اور وعدہ کیا کہ اتنی مدت تک وہ قرض واپس کر دے گا۔ جب یہ مُدّت گزر گئی تو حضرت ابوقتادہؓ اس سے قرض واپس لینے اس کے گھر گئے کیونکہ وہ خود قرض واپس کرنے نہ آیا۔ وہ شخص کہیں چھپ گیا اور حضرت ابوقتادہؓ کو خالی ہاتھ واپس آنا پڑا۔ اس کے بعد بھی انھوں نے اس کے گھر کے دو تین چکر لگائے لیکن وہ ہر بار کہیں اِدھر اُدھر ہو جاتا۔ ایک دن اس کے گھر گئے اور اس کا دروازہ کھٹکھٹا کر آواز دی۔ وہ گھر پر موجود تھا لیکن خاموش رہا۔ اتنے میں اس کا کم سِن لڑکا باہر نکلا۔

انھوں نے اس سے پوچھا' بیٹا تمہارے ابا کہاں ہیں؟

اس نے کہا' گھر میں بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں۔

اب حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم گھر میں ہو اب چھپنا بیکار ہے، باہر نکل آؤ۔''

جب وہ شخص باہر آیا تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اس سے چھپنے کی وجہ پوچھی۔

اس نے کہا: ''بات یہ ہے کہ میں سخت تنگ دست ہوں۔ اپنی حالت بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اب آپ سے کیا چھپاؤں کہ دو وقت کی روٹی بھی بڑی مشکل سے ملتی ہے۔ کئی دفعہ مجھے اور میرے گھر والوں کو فاقے کرنے پڑتے ہیں۔ اپنی مصیبت کو دوسروں سے چھپاتا ہوں اسی لیے آپ کے سامنے نہیں آتا تھا۔ اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو آپ کا قرض کبھی کا ادا کر چکا ہوتا۔

حضرت ابوقتادہؓ نے پوچھا: کیا واقعی تمہارا حال ایسا ہی ہے؟

اس نے کہا: ''خدا کی قسم میں آپ سے سچ کہہ رہا ہوں۔''

یہ سن کر حضرت ابوقتادہؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انھوں نے فرمایا: ''خدا کی قسم! میں تم سے کچھ نہیں مانگوں گا، میں نے اپنا قرض تمہیں معاف کر دیا۔''

حضرت ابوقتادہؓ نے ۵۰ ہجری اور ۶۰ ہجری کے درمیان کسی وقت وفات پائی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غابہ کا مردِ میدان

عزیز بچو! پچھلی کہانی "رسول اللہ ﷺ کا شہسوار" میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ ۶ ہجری میں چالیس ڈاکوؤں نے ذی قرد (چشمہ یا گاؤں) کے قریب جنگل کی چراگاہ پر چھاپا مارا اور رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بیس اونٹنیوں کو ہانک کر لے چلے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت سَلَمَہؓ بن اَکْوَعْ اتفاق سے وہاں آ گئے۔ انھوں نے ایک طرف تو اس چھاپے کی اطلاع رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دی اور دوسری طرف وہ ڈاکوؤں کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔ یہ تعاقب انھوں نے کیسے کیا اور اس کا نتیجہ کیا ہوا' اس سے پہلے کہ اس کا ذکر کیا جائے ہم یہ بات بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ واقعہ ہماری تاریخ میں غزوۂ غابہ یا غزوۂ ذی قرد کے نام سے مشہور ہے۔ (یعنی غابہ کی لڑائی یا ذی قرد کی لڑائی) غابہ عربی زبان کا لفظ ہے' اس کا مطلب ہے جنگل۔ ذی قرد ایک چشمے اور اس کے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں کا نام تھا۔ جن ڈاکوؤں نے چھاپا مارا تھا وہ دو ایسے قبیلوں کے لوگ تھے جنھوں نے اُس وقت تک اِسلام قبول نہیں کیا تھا۔ ان چھاپا ماروں کا سردار عیینہ بن حصن فزاری تھا چونکہ اس واقعہ میں حضرت سَلَمَہ بن اَکْوَعْ رضی اللہ عنہ نے حیران کر دینے والی بہادری دکھائی اور اپنی جان کی بازی لگا کر ڈاکوؤں سے رسولِ اکرم ﷺ کی اونٹنیاں واپس لیں' اس لیے انہیں اس لڑائی کا مردِ میدان یعنی سورما کہا جاتا ہے۔ اب سنیے کہ حضرت سلمہؓ نے ڈاکوؤں کا پیچھا کس طرح کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سلمہؓ نے رسولِ کریم ﷺ کو چھاپے کی اطلاع دے کر مدد کا انتظار نہ کیا بلکہ فوراً درختوں کی آڑ لے کر اکیلے ہی چھاپہ ماروں پر پتھروں اور تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ وہ بڑے بہادر اور غضب کے تیر انداز اور بہت تیز دوڑنے والے تھے۔ جب تیر چلاتے تو یہ نعرہ لگاتے ''یہ لے میں اکوع کا بیٹا ہوں اور یہ دن چھٹی کا دودھ یاد کرانے کا دن ہے۔''

اس اکیلے بہادر نے ڈاکوؤں کو ایسا عاجز اور مجبور کیا کہ وہ اپنی چوکڑی بھول گئے اور ساری اونٹنیاں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت سلمہؓ نے اونٹنیوں کو مدینہ کی طرف ہانک دیا اور خود ڈاکوؤں کا تعاقب جاری رکھا۔ وہ گھبراہٹ میں اپنی چادریں اور نیزے پھینکتے جاتے تھے اور اس اکیلے سورما کے سامنے بھاگتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ انھوں نے تیس چادریں اور تیس نیزے پھینک دیے۔ حضرت سلمہؓ ہر چادر اور نیزے پر نشانی کے طور پر ایک پتھر رکھتے جاتے تھے پھر ان کا تعاقب شروع کر دیتے تھے۔ جب پہر دن چڑھ گیا تو ایک جگہ ڈاکوؤں نے حضرت سَلَمہؓ کا راستہ روک لیا۔ وہ قریبی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے۔ ڈاکوؤں کے سردار عیینہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ سلمہ کو پکڑنے کی کوشش کرو۔ اس پر چار ڈاکو حضرت سَلَمہؓ کی طرف بڑھے۔ جب وہ چوٹی کے اتنے قریب پہنچے کہ حضرت سلمہؓ کی آواز سن سکیں تو حضرت سلمہؓ نے پکار کر ان سے کہا:

''کیا تمھیں معلوم ہے کہ میں کون ہوں؟''

ڈاکوؤں نے کہا: تو کون ہے؟

حضرت سَلَمہؓ نے کہا:

''میں اَکْوَعْ کا بیٹا ہوں۔ اُس ذات پاک کی قسم جس نے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کو بزرگی بخشی، تم میں سے کسی کی مجال نہیں کہ مجھ کو پکڑ سکے۔ اگر تم نے آگے بڑھنے کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوشش کی تو کوئی بھی زندہ بچ کر نہیں جا سکے گا۔

حضرت سلمہؓ اور ڈاکوؤں کے درمیان یہی سوال و جواب ہو رہے تھے کہ حضرت اخرم اسدی، حضرت ابوقتادہ انصاری اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ گھوڑے دوڑاتے حضرت سلمہؓ کی مدد کے لیے آ پہنچے۔ حضرت اخرمؓ تو ایک ڈاکو عبدالرحمٰن فزاری کے ہاتھ سے شہید ہو گئے لیکن حضرت ابوقتادہؓ نے عبدالرحمٰن کو مار کر حضرت اخرم کا بدلہ لے لیا۔ اب حضرت سلمہؓ، حضرت ابوقتادہؓ اور حضرت مقدادؓ تینوں اپنے نیزے سیدھے کر کے ڈاکوؤں کی طرف بڑھے۔ اسی وقت رسولِ اکرم ﷺ کے بھیجے ہوئے کچھ اور سوار ان کی مدد کے لیے آ پہنچے۔ بزدل ڈاکو انہیں دیکھتے ہی دُم دبا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت سلمہؓ کی نظر ایک ڈاکو پر پڑی جس کے پاس دو گھوڑے تھے۔ انھوں نے اس کا پیچھا کیا تو وہ دونوں گھوڑے پیچھے چھوڑ کر قریبی جنگل میں کہیں غائب ہو گیا۔ حضرت سلمہؓ دونوں گھوڑوں کو ہنکا کر واپس ذی قرد کے چشمے پر پہنچے جہاں رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے پانچ سَو جاں نثاروں کے ساتھ موجود تھے۔ حضرت سَلَمہؓ نے یہ گھوڑے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا:

''یارسول اللہ! اگر آپ مجھے سَو آدمی دے دیں تو میں ان ڈاکوؤں کا نام ونشان مٹا ڈالوں گا، یہاں تک کہ کوئی خبر دینے والا بھی نہیں بچے گا۔''

حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

''اے سلمہ! کیا تم واقعی ایسا کر گزرو گے؟''

حضرت سلمہؓ نے بڑے جوش سے عرض کیا:

''یارسول اللہ! اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو بڑی شان اور عزّت بخشی ہے، میں ایسا ہی کروں گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا جواب سن کر حضور ﷺ کو بڑی خوشی ہوئی اور آپ ﷺ نے ہنستے ہوئے فرمایا:

''اے اَکْوَع کے بیٹے! اب جانے دو بھاگ جانے والے دشمن سے درگزر کرو۔''

آنحضور ﷺ کو جو واقعات اب تک پیش آئے تھے، بتائے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہمارے سواروں میں سب سے بہترین ابوقتادہ ہیں اور پیادوں میں سب سے بہترین سَلَمہ بن اَکْوَع ہیں۔''

ڈاکوؤں سے اونٹنیاں واپس لے کر اور ان سے دو گھوڑے چھین کر حضرت سلمہؓ نے جو بہادری دکھائی، رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعریف فرمانے کے علاوہ اس طرح بھی داد دی کہ جب آپؐ ذی قرد سے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے تو حضرت سلمہؓ کو اپنی سواری غضباء (اونٹنی) پر اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ دوسرے سب صحابہ اپنی اپنی سواریوں پر آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب یہ قافلہ مدینہ سے کئی میل دُور تھا کہ ایک انصاری صحابی بار بار آواز لگانے لگے کہ کیا مدینہ تک دوڑ میں کوئی میرا مقابلہ کر سکتا ہے۔ حضرت سلمہؓ نے ان کی آواز سنی تو انھوں نے رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کیا:

''یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھے اجازت دیں کہ میں ان کے ساتھ دوڑ لگاؤں''

حضور ﷺ نے فرمایا: جو تمہاری مرضی۔

اب انھوں نے انصاری صحابی سے کہا: ''تیار ہو جاؤ، میں تمہارے ساتھ دوڑ لگاؤں گا۔'' چنانچہ دونوں اپنی اپنی سواریوں سے کود پڑے اور مدینہ کی جانب دوڑنے لگے۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ ''میں نے اسے تھوڑی دور تک مہلت دی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے آپ کو اس سے پیچھے رکھا پھر میں دوڑ کر اس سے مل گیا اور اس کے بازوؤں پر اپنا ہاتھ مار کر کہا ''خُدا کی قسم اب میں تجھ سے آگے بڑھا۔'' وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا' میرا بھی یہی خیال ہے۔ پس مدینہ پہنچ کر میں اس سے آگے بڑھ گیا۔''

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سَلَمہؓ نہایت تیز رفتار تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ گھوڑے سے بھی زیادہ تیز دوڑتے تھے اور کبھی کسی گھوڑے کے سوار سے مقابلہ پیش آجاتا تو وہ اس سے آگے بڑھ جاتے تھے۔

حضرت سَلَمہ بن اَکْوَعؓ رضی اللہ عنہ کو رسولِ پاک ﷺ سے بے انتہا محبت تھی۔ آپؐ کے بارے میں کوئی غلط بات سن کر تڑپ اٹھتے تھے۔ وہ حضور ﷺ کے ساتھ کافروں کے خلاف سات لڑائیوں میں شریک ہوئے۔ ان کے علاوہ وہ نَو ایسے لشکروں میں بھی شریک ہوئے جو رسولِ اکرم ﷺ نے اِسلام کے دشمنوں کی سرکوبی کے لیے باہر بھیجے۔ وہ ہر لڑائی میں جان ہتھیلی پر رکھ کر لڑے اور اپنے آپ کو اللہ کا شیر ثابت کیا۔ بہادر ہونے کے ساتھ وہ بڑے سخی بھی تھے۔ کسی سوال کرنے والے کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتے تھے۔ وہ ۷۴ ہجری میں اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولِ پاک ﷺ کی خاطر مزدوری

حضرت کعب بن عجرہ بَلَوی رضی اللہ عنہ ہمارے رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ایک پیارے ساتھی (صحابی) تھے۔ ان کو رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بے انتہا محبت تھی۔ ایک دن وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک سے اندازہ لگایا کہ آپ کی حالت بدلی ہوئی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ انھوں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی حالت بدلی ہوئی ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''تین دن ہو گئے ہیں پیٹ میں کوئی ایسی چیز نہیں گئی جو کسی جاندار کے پیٹ میں جاتی ہے۔''

یہ سن کر حضرت کعبؓ تڑپ اٹھے لیکن خود ان کی اپنی یہ حالت تھی کہ بے حد غریب تھے، اتنے غریب کہ اپنے پاس سے اپنے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے کھانا مہیا کرنا بھی ممکن نہ تھا۔ دوسری طرف وہ یہ بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ ان کے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھوکے رہیں اور وہ چپکے سے گھر چلے جائیں۔ اسی وقت ایک یہودی کے باغ میں گئے۔ وہاں دیکھا کہ وہ یہودی اپنے اونٹوں کو پانی پلانے کے لیے کنوئیں سے پانی نکال رہا ہے۔ انھوں نے اس سے ایک ڈول کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوض ایک کھجور کی اجرت طے کر کے ڈول نکالنے کا سودا طے کیا۔ پھر اس کی ضرورت کے مطابق ڈول نکالے اور اس کے عوض جتنی کھجوریں بنیں، وہ حاصل کیں اور انہیں لے کر رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھجوریں پیش کیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''کعب! کہاں سے لائے ہو؟''

انھوں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! ایک یہودی کے باغ میں کنوئیں سے پانی نکالنے کی مزدوری کی۔ اس کے عوض یہ کھجوریں حاصل کی ہیں۔''

اس پر آپ ﷺ نے پوچھا:

''کعب مجھ سے محبت کرتے ہو؟''

انھوں نے عرض کیا:

''ہاں یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو آدمی مجھ سے محبت کرتا ہے اس پر فقر و فاقہ کی آزمائش آئے گی۔ اس کے لیے ڈھال تیار رکھو۔''

مطلب یہ کہ رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے محبت کرنے والا آپ ﷺ کی سادہ حیاتِ پاک کو اپنے لیے نمونہ بناتا ہے، دنیا کی محبت میں گرفتار نہیں ہوتا اور نیکی کے کام کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرتا ہے تاکہ آخرت میں اس کی رضا کام آئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایماندار چرواہا

حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کے پیارے ساتھی (صحابی) تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وہ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ مُنوّرہ سے باہر تشریف لے گئے۔ ایک جگہ ان کے ساتھیوں نے کھانے کے لیے دسترخوان بچھایا۔ قریب ہی ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس سے کہا:

''آؤ بھائی چرواہے: اس دسترخوان سے تم بھی کچھ کھا پی لو۔''

چرواہے نے کہا: میرا روزہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''اس سخت گرم دن میں تم روزے کی مصیبت برداشت کر رہے ہو جبکہ سخت گرم لُو بھی چل رہی اور پھر ان تپتے ہوئے پہاڑوں میں تم بکریاں بھی چَرا رہے ہو۔''

چَرواہے نے کہا:

''جی ہاں، میں اُس وقت کی تیاری کر رہا ہوں جب عمل کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔ (یعنی مرنے کے بعد کا وقت) اس لیے اس دنیا کی زندگی میں عمل کر رہا ہوں۔ (یعنی روزہ رکھ کر حلال روزی کے لیے محنت کر رہا ہوں۔)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے چرواہے کی پرہیزگاری اور اللہ کے خوف کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امتحان لینے کے اس سے کہا:

''کیا تم اس ریوڑ میں سے ایک بکری بیچ سکتے ہو؟ ہم تمہیں اس کی نقد قیمت دیں گے اور روزہ اِفطار کرنے کے لیے تمہیں گوشت بھی دیں گے۔''

چرواہے نے جواب دیا:

''یہ بکریاں میری تو نہیں ہیں کہ ان سے کوئی بکری بیچ دوں۔ یہ میرے آقا کی ہیں، وہی ان بکریوں کا مالک ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر میں کوئی بکری بیچ نہیں سکتا۔''

حضرت عبداللہؓ نے کہا:

''تمہارا آقا اگر ریوڑ میں کوئی بکری کم پائے گا اور تم اس سے کہہ دو کہ بکری گم ہوگئی ہے تو وہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا کیونکہ ریوڑ سے ایک دو بکریاں گم ہوتی رہتی ہیں۔''

حضرت عبداللہؓ کی بات سن کر چرواہا ان کے پاس سے چل دیا۔ وہ اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر بار بار یہ الفاظ دہرائے جا رہا تھا کہ این اللہ؟ این اللہ؟ اللہ کہاں ہے؟ اللہ کہاں ہے؟ مطلب یہ کہ کیا اللہ سب کچھ نہیں دیکھ رہا۔

یہ چرواہا ایک شخص کا غلام تھا۔ اس کی ایمانداری اور اس کا خوفِ خدا دیکھ کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بہت خوش ہوئے اور اپنے آدمی اس چرواہے کے آقا کے پاس بھیج کر اس سے تمام بکریاں اور چرواہے کو خرید کر اسے آزاد کر دیا اور پھر تمام بکریاں بھی اسی کو دے دیں۔ (اسے ان بکریوں کا مالک بنا دیا۔)

(شُعبُ الایمان بیہقی)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑا سخی کون؟

حضرت قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہما بہت بڑے سخی تھے نہ صرف مدینہ مُنوّرہ میں بلکہ سارے عرب میں ان کی سخاوت کی دُھوم مچی ہوئی تھی۔ ایک دفعہ کسی نے ان سے پوچھا:

''اللہ نے آپ کو بڑا سخی بنایا ہے کیا آپ نے اپنی زندگی میں اپنے سے بڑھ کر کسی کو سخی پایا؟''

حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جی ہاں' ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مجھے اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ لمبا سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔ جب ہم ایک جنگل سے گزر رہے تھے تو سخت تھک گئے تھے اور شام ہونے کو تھی وہاں ہمیں ایک جھونپڑی نظر آئی جس میں ایک عورت اپنے نوعمر بیٹے کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی' ہم نے اس سے کہا' بہن ہم آج تمہارے مہمان ہیں۔ عورت نے کہا' یہ تو ہمارے لیے بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ یہاں قیام کر کے ہماری عزّت بڑھا رہے ہیں۔

پھر اس خاتون نے اپنے بیٹے کے ساتھ مل کر ایک اونٹ ذبح کر کے اس کے گوشت کے کباب بنائے اور ہمیں کھلائے۔ اس وقت اس کا شوہر کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ دوسرے دن جب وہ گھر آیا تو اس کی بیوی نے اس کو بتایا کہ کل سے یہ مسافر ہمارے ہاں مہمان ہیں۔ یہ سن کر وہ فوراً ایک اونٹنی لے آیا' اسے ذبح کیا اور اس کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوشت پکوا کر ہمارے سامنے دسترخوان پر رکھ دیا۔ میں نے اسے کہا:

''کل جو اونٹ ذبح کیا گیا تھا اس کا کچھ گوشت باقی تھا' اس کی کیا ضرورت تھی؟''

بَدُّو نے کہا:

''ہم اپنے مہمانوں کو باسی گوشت نہیں کھلاتے۔''

ہم لوگ تین چار دن اس کے یہاں رہے' وہ ہر روز ایک اونٹ ہمارے لیے ذبح کر کے مہمانی کا حق ادا کرتا رہا۔ جب ہم وہاں سے چلنے لگے تو وہ گھر پر موجود نہیں تھا۔ میں نے سَو دینار (سونے کے قیمتی سکّے) اس کے گھر کے ایک کونے میں رکھ دیے اور اس خاتون سے کہا:

''جب آپ کے شوہر گھر آئیں تو ہماری طرف سے بہت کچھ عذر کر دینا' ہم اب زیادہ دن یہاں نہیں ٹھہر سکتے اور اب یہاں سے رخصت ہو رہے ہیں۔''

یہ کہہ کر ہم اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر چل پڑے۔ رات بھر ہم چلتے رہے۔ صبح ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ ہمارا میزبان بَدُّو (ایک اونٹ پر سوار) چلّاتا ہوا تیزی سے ہماری طرف چلا آ رہا ہے۔ اس وقت اس کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔

''اے کمینے سوارو! ٹھہر تو جاؤ! تم مجھے میزبانی (مہمان داری) کی قیمت دیتے ہو' خیریت چاہتے ہو تو اپنی رقم (سَو دینار) واپس لو ورنہ میں تم سب کو اپنے نیزے سے ہلاک کر دوں گا۔''

ہمیں مجبور ہو کر روپیہ واپس لینا پڑا تب اس نے ہمارا پیچھا چھوڑا۔ میں نے اس سے بڑا سخی اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا ہر کام اللہ کے لیے ہے

رسولِ پاک ﷺ کے مبارک زمانے کا ذکر ہے کہ کافروں کے خلاف ایک لڑائی میں شیرِ خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک جنگجو کافر کو زیر کر کے اس کو زمین پر دے پٹکا اور اس کی چھاتی پر بیٹھ کر اس کی گردن کاٹنے کا ارادہ کیا۔ نیچے پڑے ہوئے اس کافر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مبارک چہرے پر تھوک دیا۔ اس پر شیرِ خدا نے تلوار ہاتھ سے رکھ دی اور کافر کو چھوڑ دیا۔ وہ کافر اپنے اس طرح چھوڑے جانے پر حیران رہ گیا اور اس نے پوچھا کہ میں نے آپ کے چہرے پر تھوکا اور آپ نے میری جان لینے کے بجائے مجھے چھوڑ دیا' اس میں کیا راز ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میری تجھ سے لڑائی صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر تھی لیکن تو نے میرے چہرے پر تھوک کر مجھے غصہ دلایا اور میرے دل میں تجھ سے بدلہ لینے کی خواہش پیدا ہوگئی۔ اس طرح لڑائی کا مقصد آدھا اللہ کے لیے اور آدھا میری اپنی ذات کے لیے ہو گیا لیکن میری تلوار اور میرا ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔ اس لیے میں نے تمہیں چھوڑ دیا۔

اس کافر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقریر سنی تو اس کے دل سے کفر کی سیاہی دور ہوگئی اور اس نے اِسلام قبول کر لیا۔ اسے دیکھ کر اس کے بہت سے رشتہ دار اور قبیلے کے لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جناب عمرؓ بن خطّاب کا عجیب سفر نامہ

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عُمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کو اسلام کی تاریخ میں بہت بلند مقام اور مرتبہ حاصل ہے۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے وہ قبیلہ قریش کے معزّز اور بہادر نوجوانوں میں شمار ہوتے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے اسے چھپایا نہیں بلکہ کھُلے بندوں اپنے اسلام کا اعلان کیا اور سب مسلمانوں کو ساتھ لے کر حرم شریف (کعبہ) میں جا کر نماز پڑھی۔ ان کی جرأت اور بے خوفی ہی تھی کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فاروق کا لقب عطا فرمایا۔ فاروق کا مطلب ہوتا ہے حق اور باطل یا سچ اور جھوٹ میں فرق (تمیز) کرنے والا۔ تاریخ میں انھوں نے فاروقِ اعظم کے لقب سے شہرت پائی۔ یہ لقب ملنے سے پہلے انہیں عمر بن خطّاب ہی کہا جاتا تھا اور قریش کے دوسرے لوگوں کی طرح ان کا پیشہ بھی تجارت تھا اور وہ کبھی کبھی اس سلسلے میں دوسرے ملکوں کے سفر کرتے رہتے تھے۔

اسلام قبول کرنے سے کئی سال پہلے حضرت عمرؓ بن خطّاب ایک دفعہ ایک تجارتی قافلے کے ساتھ مال لے کر مکّہ سے شام گئے۔ قافلے میں قریش کے کئی اور بڑے سردار بھی شامل تھے۔ یہ قافلہ شام کے سب سے بڑے شہر دمشق گیا اور وہاں اپنا مال بیچ کر واپس مکّہ کی طرف روانہ ہوا۔ تھوڑا سا فاصلہ طے کرنے کے بعد حضرت عمرؓ کو یاد آیا کہ ان کی ایک رشتہ دار خاتون نے انھیں کچھ سونا دیا تھا کہ اسے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیچ کر اس کے لیے کچھ کپڑے وغیرہ لیتے آئیں۔ انھوں نے اپنے قافلہ کے ساتھیوں سے کہا کہ میں فلاں عورت کا کام کرنے واپس دمشق جا رہا ہوں' کوشش کروں گا کہ یہ کام کر کے جلد واپس آ جاؤں۔

حضرت عمرؓ دمشق واپس گئے تو بازار بند ہو چکے تھے۔ مجبوراً وہ ایک سرائے میں ٹھہر گئے اور سو گئے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اللہ کا ایک بندہ سرائے میں آیا۔ اس نے حضرت عمرؓ کو جگایا اور اپنے ساتھ اپنے گھر لے گیا۔ معلوم نہیں یہ نیک آدمی حضرت عمرؓ کو پہلے سے جانتا تھا۔ (حضرت عمرؓ پہلے بھی کئی بار دمشق آ چکے تھے۔) یا اُن کے والد خطّاب سے اس کی واقفیت تھی' اس نے حضرت عمرؓ کی بڑی خاطر مدارات کی۔ کھانا کھا کر وہ تو سو گئے اور ان کا میزبان رات بھر عبادت کرتا رہا۔

صبح کو حضرت عمرؓ بیدار ہوئے تو ان کے میزبان نے کہا کہ اکیلے بازار نہ جانا' بازار میں لٹیرے اکثر مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں' میرے ساتھ چلنا۔ یہ کہہ کر وہ سو گیا (کیونکہ رات بھر جاگتا رہا تھا۔) حضرت عمرؓ نے اسے جگانا مناسب نہ سمجھا اور اکیلے بازار چلے گئے۔ ابھی بازار کھلا نہ تھا۔ وہ بازار کھلنے کا انتظار کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد ایک عیسائی پادری اپنے نوکروں کے ساتھ آیا اور حضرت عمرؓ کی طرف اشارہ کر کے اپنے نوکروں کو حکم دیا:

''اس شخص کو پکڑ لو' یہ گرجے کا کام بہت اچھی طرح کر لے گا۔''

اُس زمانے میں حضرت عمرؓ بڑے تنومند پہلوان تھے۔ پادری کے نوکروں نے ان کو پکڑ لیا اور ایک پرانے گرجے میں لے گئے۔ پادری نے ان کو ایک ہتھوڑا دیا اور ان کو گرجے کی ایک دیوار توڑنے پر لگا دیا۔ (ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کی جگہ نیا گرجا بنوانا چاہتا ہے۔) حضرت عمرؓ دن بھر کام کرتے رہے۔ کہیں شام کو جا کر چھٹی ملی اور وہ تھکے ہارے سرائے میں آ کر بیٹھ گئے۔ پہلے دن والا نیک آدمی پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیا اور ان سے پوچھا' آپ کدھر چلے گئے تھے؟ حضرت عمرؓ نے اسے سارا قصہ سنایا تو وہ انہیں پھر اپنے گھر لے گیا اور ان کی بڑی خاطر مدارات کی اور انہیں تاکید کی کہ کل بازار جاتے وقت مجھے ساتھ لے جانا۔ اس کے بعد وہ عبادت میں مشغول ہو گیا اور حضرت عمرؓ سو گئے۔

دوسرے دن حضرت عمرؓ بیدار ہوئے تو اپنے نیک میزبان کو سوتے پایا۔ انھوں نے اب کی بار بھی اس کو جگانا مناسب نہ سمجھا اور اکیلے بازار چلے گئے۔ اِتّفاق سے پھر وہی پادری اپنے نوکروں کے ساتھ آیا اور حضرت عمرؓ کو پکڑ کر لے گیا۔ ان کو غصہ تو بہت آیا لیکن کیا کرتے' غیر ملک میں وہ اکیلے تھے اور کوئی ہتھیار بھی پاس نہیں تھا۔ دوسری طرف پادری کے ساتھ سات آٹھ نوکر تھے اور سب ہتھیار بند تھے۔ پہلے دن کی طرح حضرت عمرؓ ہتھوڑے کے ساتھ گرجے کی دیوار توڑتے رہے۔ جب دھوپ تیز ہوئی تو پادری اور اس کے نوکر انہیں کام میں مشغول دیکھ کر چلے گئے اور حضرت عمرؓ دیوار کے سائے میں دم لینے کے لیے بیٹھ گئے۔ اتنے میں وہ پادری گھوڑے پر سوار چپکے سے آیا اور حضرت عمرؓ کے سر پر ایک کوڑا مار کر کہا:

''ہم سب گھر گئے اور تُو نے کام چھوڑ دیا۔''

اب حضرت عمرؓ کو صبر کی تاب نہ رہی۔ انھوں نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی۔ ہر طرف سناٹا تھا۔ انھوں نے پادری کو گھوڑے سے کھینچ کر نیچے گرا لیا اور اس کے سر پر ہتھوڑے پر ہتھوڑا مارنا شروع کر دیا۔ وہ بہتیرا چیخا چلایا لیکن کوئی اس کی مدد کے لیے نہ پہنچا۔ حضرت عمرؓ نے ٹوٹی ہوئی دیوار کا ایک بھاری ٹکڑا اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا۔ وہ پہلے ہی زخمی تھا۔ اب اس نے دَم دے دیا۔ اس کو مرتے دیکھ کر حضرت عمرؓ تیزی سے بھاگ کھڑے ہوئے اور جس راستے سے دمشق آئے تھے' وہ راستہ چھوڑ کر ایک دوسرے راستے پر چل پڑے۔ شہر سے کافی دور انہیں خچر پر سوار ایک رومی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملا اور ان کے ساتھ چلنے لگا۔ وہ کچھ باتیں کرنے لگا لیکن نہ حضرت عمرؓ اس کی زبان سمجھتے تھے اور نہ وہ ان کی زبان سمجھتا تھا۔ اس نے یکا یک اپنی تلوار پر ہاتھ ڈالا۔ حضرت عمرؓ سمجھ گئے کہ وہ ان پر وار کرنا چاہتا ہے۔ انھوں نے فوراً اسے خچر سے کھینچ لیا اور اس سے تلوار چھین کر اس کے ایک ہی وار سے اس کا کام تمام کر دیا۔

پھر اس کے خچر پر سوار ہو کر آگے چلے۔

اس کے بعد کیا ہوا؟ اس کا حال خود حضرت عمر رضی اللہ عَنہُ نے خود اس طرح بیان کیا ہے:

''اس جگہ سے روانہ ہو کر میں ایک گرجے (عیسائیوں کے عبادت کرنے کی جگہ) پہنچا۔ یہاں عیسائیوں کی ایک جماعت رہتی تھی۔ میں گرجے کے اندر داخل ہوا تو گرجے میں رہنے والے سب لوگ میرے گرد جمع ہو گئے اور مجھ سے میرے حالات کے بارے میں پوچھنے لگے۔ پھر وہ اپنے اُسقُف (لاٹ پادری) کے پاس گئے اور اسے میرے گرجے میں آنے کی اطلاع دی۔ اُسقُف میرے پاس آیا اور مجھے نہایت غور سے دیکھنے کے بعد کہا' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں کسی چیز کا خوف ہے۔

میں نے کہا' تم نے کیسے اندازہ کیا کہ مجھے کسی چیز کا خوف ہے؟ اس نے میرے سوال کو ٹال دیا اور کہا' آپ جب تک چاہیں' یہاں ٹھہریں' آپ کو یہاں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں کیونکہ آپ ہماری حفاظت میں ہیں۔''

پھر اُسقُف نے مجھے اپنے گھر میں مہمان کی طرح رکھا اور میری نہایت خاطر مدارات کی پھر پوچھا:

''آپ کون ہیں؟''

میں نے اسے بتایا کہ میں مکّہ کا رہنے والا ہوں' قبیلہ قریش سے تعلّق ہے' ایک تجارتی قافلے کے ساتھ شام آیا تھا۔ تجارت کا مال بیچنے کے بعد اپنے ایک ضروری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام کے لیے مجھے اپنے قافلے سے جدا ہو کر واپس دمشق جانا پڑا۔ اب میں اپنے وطن واپس جا رہا ہوں۔ راستہ بھٹک کر ادھر آ نکلا ہوں۔ اُسقُف مجھے غور سے دیکھتا رہا اور بار بار طرح طرح کے سوالات کرتا رہا۔ میں نے اس کے یہاں نہایت آرام سے رات بسر کی۔ صبح کو اس نے پوچھا' آپ کا ارادہ ابھی یہاں ٹھہرنے کا ہے یا آگے جانے کا؟

میں نے کہا' میں اب آپ سے رخصت ہونا چاہتا ہوں۔

یہ سن کر اُسقُف اپنا شاندار گدھا جو بڑا خوبصورت اور نہایت تیز رفتار تھا' لے آیا۔ اس پر پالان کسا اور خُرجیاں لادیں جن میں کھانے کی مزیدار چیزیں اور قیمتی تحفے بھرے ہوئے تھے۔ (خُرجیاں ان تھیلوں کو کہتے ہیں جو گدھے کی پیٹھ پر سامان کے لیے باندھ دیتے ہیں۔) پھر اس نے کہا:

آپ اس گدھے پر سوار ہو جائیں اور چل پڑیں' راستے میں آپ کا گزر کسی عیسائی کے مکان کے پاس سے ہوگا تو وہ آپ کو اس گدھے پر سوار دیکھ کر آپ کی بے حد تعظیم کرے گا اور آپ کی خاطر مدارات میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے گا۔

یہ کہہ کر اُسقُف نے میرا ہاتھ پکڑا اور تنہائی میں لے جا کر کہنے لگا۔

''اے عمر! آپ پر میرا حق واجب ہو گیا۔''

میں نے کہا: بے شک

اس نے کہا: آپ کا تعلّق ایک معزّز قوم سے ہے' میری آپ سے ایک غرض ہے۔

میں نے کہا: آپ بیان کریں لیکن حیرت کی بات ہے کہ آپ جیسا بڑا آدمی مجھ جیسے پریشان حال مسافر سے کوئی غرض رکھتا ہو۔

اس نے بڑے یقین بھرے لہجے میں کہا:

''سنیں! میں ایک ایسا آدمی ہوں جسے اللہ نے آسمانی کتابوں کا علم عطا کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ میں نے آپ کی ذات میں بہت سی ایسی نشانیاں دیکھی ہیں جو ظاہر کرتی ہیں کہ جب ایک مقرّرہ مُدّت پوری ہو جائے گی تو حالات میں زبردست تبدیلی آئے گی۔ اس وقت آپ ہمارے ملک کے حاکم بن جائیں گے اور یہاں کے سب شہروں میں آپ ہی کا حکم چلے گا۔''

پھر اُسقُف نے اپنی جیب سے دوات، قلم اور کاغذ نکالے اور کہا:

''میری غرض یہ ہے کہ آپ اس کاغذ پر لکھ دیں کہ اس گرجے اور اس کی جائداد پر جزیہ یا اور کسی قسم کا حکومتی محصول معاف ہوگا۔''

میں نے حیران ہو کر اُسقُف سے کہا:

''آپ مجھ سے مذاق تو نہیں کر رہے؟''

اس نے کہا، قسم ہے اس ذات کی جس نے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائی، مَیں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ بالکل سچ ہے۔ آپ مہربانی کریں اور میری درخواست قبول فرمائیں۔

مَیں نے اُسقُف کی باتوں کو اس کا وہم سمجھا اور جس طرح اس نے کہا، اسی طرح لکھ کر کاغذ اس کو دے دیا اور گدھے پر سوار ہو کر وہاں سے چل پڑا۔ راستے میں مجھے کئی جگہ عیسائیوں کی جماعتیں ملیں انھوں نے اُسقُف کے گدھے پر مجھے سوار دیکھ کر میری بڑی خاطر مدارات کی۔ میں اسی طرح جگہ جگہ عیسائیوں کا مہمان بنتا تبوک پہنچ گیا۔ (تبوک شام اور عرب کی سرحد کے قریب ایک قصبہ ہے۔) اللہ کی شان جس تجارتی قافلے کے ساتھ میں گیا تھا وہ کافی دیر میرا انتظار کرنے کے بعد اس جگہ سے چل پڑا تھا جہاں میں نے اسے چھوڑا تھا اور اب تبوک میں ایک کنوئیں کے قریب ڈیرا ڈالے ہوئے تھا۔ قافلے والے میرے ساتھی مجھے دیکھتے ہی میری طرف دوڑ پڑے۔ وہ مجھ سے مل کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابنِ خطّاب! ہم لوگ تمہارا انتظار کرتے کرتے بالکل مایوس ہو گئے تو ہم نے اس مقام سے کوچ کر دیا جہاں سے تم واپس دمشق گئے تھے مگر تمہارے بارے میں ہم سخت پریشان تھے' یہ تو بتاؤ اتنے دن تم کہاں رہے؟''

میں نے وہ تمام حالات بیان کیے جو مجھے پیش آئے تھے لیکن اُسقُف سے میری جو گفتگو ہوئی تھی وہ بالکل ظاہر نہ کی کیونکہ میں اُسقُف کی باتوں کو اس کا وہم اور اس کے عقیدے کی کمزوری سمجھتا تھا۔

قریش کے ایک سردار ابوسفیان بھی اس قافلے میں شامل تھے۔ انھوں نے مجھے اس شاندار گدھے پر سوار دیکھ کر کہا:

''ارے تم لوگ اس نوجوان کی اقبال مندی تو دیکھو' اسے کسی ایسے میدان میں چھوڑ دیا جائے جہاں نہ پانی ہو اور نہ سبزہ پھر بھی اسے رزق مل جائے گا۔''

اُسقُف نے رخصت کرتے وقت مجھ سے کہا تھا کہ جب میں اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ جاؤں اور گدھے کی ضرورت نہ رہے تو اس کی رسّی کو خُرجیوں میں رکھ کر اور خُرجیوں کو مضبوطی سے باندھ کر گدھے کو اسی جگہ چھوڑ دوں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ یہ دیکھ کر ابوسفیان نے کہا: ''ارے یہ تم نے کیا کر دیا؟ گدھے کو ایسی جگہ چھوڑ دیا جہاں سے چور اور درندے اکثر گزرتے رہتے ہیں۔''

میں نے کہا' اس کے مالک نے مجھے ایسا ہی کرنے کی ہدایت کی تھی' وہی اس کی عادتوں سے زیادہ واقف ہے۔''

اب وہ جگہ گدھے والا کنواں کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں سے روانہ ہو کر ہمارا قافلہ مکّہ پہنچا۔ میرے اور اُسقُف کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی۔ وہ مجھے بھلائے نہ بھولتی تھی پہلے تو کئی دن تک میں نے اسے دل ہی میں رکھا لیکن پھر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں نے یہ راز اپنی اس رشتہ دار خاتون کے سامنے ظاہر کر دیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے مجھے سونا دیا تھا۔ وہ بڑی عقلمند خاتون تھی۔ اس نے مجھ سے کہا:

''اے ابنِ خطّاب! میں تمہارے بچپن ہی سے تم میں اچھی نشانیاں دیکھ رہی ہوں۔ تم جب بہت چھوٹے بچے تھے تو میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ تم لمبے ہوتے جا رہے ہو اور تمہارا قد اتنا لمبا ہو گیا ہے کہ اس نے آسمان کو چھُو لیا۔ یہ دیکھ کر میں نے خواب میں کہا' ارے! یہ میرے بچے کی کیا حالت ہے؟ کسی نے کہا' یہ لڑکا جلد ہی دنیا اور آخرت میں بھلائی پانے والا بنے گا۔''

جاہلیت کے زمانے میں اس قسم کی باتوں کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

مکّہ میں ایک شخص اہلِ کتاب (یہود اور نصاریٰ) میں سے تھا جو بہت گمنام تھا۔ عام لوگ تو اس سے واقف نہیں تھے لیکن قریش کے سردار اسے پہچانتے تھے اور اس کی بہت عزت کرتے تھے۔ ایک دن میں دوپہر کے وقت اس کے یہاں گیا اور اس کے مکان پر پہنچ کر اسے آواز دی۔

''ذرا دروازہ کھولیے' مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے۔ اس نے دروازہ کھول دیا۔ میں نے اس سے کہا:

''میں آپ سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ ان کو آپ اپنے دل میں راز بنا کر رکھیں اور کسی کے سامنے ان کو ظاہر نہ کریں۔ اس نے ایسا کرنے کا وعدہ کیا تو میں نے اپنے سفر کے تمام واقعات اس کے سامنے بیان کر دیے اور اپنی رشتہ دار خاتون کے خواب کا ذکر بھی کر دیا۔ جب میں اپنی گفتگو ختم کر چکا تو اس نے کہا:

''اے ابنِ خطّاب! جس کو تم نے معافی کا وعدہ لکھ کر دیا' وہ اس زمانے میں عیسائیوں کا سب سے بڑا عالم ہے جو کچھ اس نے کہا ' وہ سب کچھ سچ ہے اور جلد ہی وہ تمہارے سامنے آ جائے گا ..... جہاں تک تمہاری رشتہ دار خاتون کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواب کا تعلق ہے تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مکّہ میں ایک بہت بڑا انقلاب آئے گا' زمانہ ایک نئی صورت اختیار کرے گا اور آنے والے زمانے کے آسمان و زمین بدل جائیں گے۔''

میں وہاں سے گھر چلا آیا اور اس کی ساری باتیں اپنے دل میں لیے رہا۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد قریش کی مجلسوں میں رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ذکر ہونے لگا۔ یہ لوگ اس بات پر ناک بھوں چڑھاتے تھے کہ محمد (ﷺ) اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہتے ہیں' لوگوں کو بتوں کی پوجا سے منع کرتے ہیں اور ایک اللہ کو ماننے پر زور دیتے ہیں۔ جلد ہی اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ظاہر کر دیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ حالات وہی صورت اختیار کر رہے ہیں جن کی طرف آسمانی کتابوں کے عالم شام کے اُسقُف نے اشارہ کیا تھا۔

یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ختم ہو جاتا ہے۔ نُبُوّت کے چھٹے سال حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار ساتھی بن گئے۔

۱۱ ہجری میں رسولِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس دنیا سے پردہ فرمایا تو حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ بنے۔ ۱۳ ہجری میں انھوں نے وفات پائی تو حضرت عُمَر فاروق رضی اللہ عنہُ خلیفہ بنے۔ ان کے سفرنامے کی روایت کرنے والے (راوی) کا بیان ہے کہ حضرت عُمَر فاروق رضی اللہ عنہُ اپنی خلافت کے زمانے میں شام تشریف لے گئے تو ایک بہت بوڑھا آدمی جس کے بال برف کی طرح سفید ہو چکے تھے' عیسائیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

''اے امیر المؤمنین! کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے؟''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اگر آپ شام کے فلاں گرجے والے اُسقف ہیں تو میں آپ کو پہچانتا ہوں۔''

اس نے کہا:

''جی ہاں، میں وہی اُسقف ہوں۔''

حضرت عُمَر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں نے آپ سے (لکھ کر) جو عہد کیا تھا وہی ابھی تک قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ذریعے ہمیں عزّت بخشی۔ انھوں نے ہمیں اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کی طرف دعوت دی ہم نے یہ دعوت قبول کی۔ آپ ہی نے مجھے ان باتوں سے آگاہ کیا تھا۔ اب آپ کو کون سی چیز اسلام قبول کرنے سے روکتی ہے؟''

بوڑھے اُسقف نے حضرت عُمَر فاروق رضی اللہ عنہ کی باتیں سن کر اسی وقت اپنے ساتھیوں سمیت کلمہ پڑھ کر اسلام کی دولت حاصل کر لی۔

(ہفت روزہ ایشیا لاہور ۲۷ دسمبر ۱۹۷۰ء
بحوالہ مجمع العلمی دمشق ۱۹۲۹ء سے ماخوذ)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تربیت ایسے بھی ہوتی ہے

بنوامیہ کے آٹھویں خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی پرورش بچپن میں بڑے امیرانہ طریقے سے ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ان کی تربیت بھی بڑے اچھے طریقے سے کی گئی تھی۔ تربیت کا مطلب ہے اچھی عادتیں سکھانا اور تعلیم دنیا وغیرہ۔ ان کے والد عبدالعزیز مصر کے گورنر تھے۔ انھوں نے حضرت عمرؒ کے لڑکپن میں ان کو مدینے بھیج دیا تاکہ وہاں کے ایک بڑے عالم حضرت صالح بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں ان کی تعلیم و تربیت ہو سکے۔

ایک دن عمر بن عبدالعزیز نماز کے لیے مسجد میں دیر سے آئے۔ استاد نے پوچھا: نماز میں دیر کیوں کی۔ انھوں نے جواب دیا:

''میں ذرا بال سنوار رہا تھا اس لیے دیر ہوگئی۔''

استاد نے کہا:

بالوں کے سنوارنے میں اس قدر مصروف ہو جاتے ہو کہ نماز کا وقت نکل جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم بالوں کے سنوارنے کو نماز سے زیادہ ضروری سمجھتے ہو۔ اس کے بعد استاد نے یہ واقعہ عبدالعزیز کو لکھ بھیجا۔

عبدالعزیز نے استاد کا خط ملتے ہی اپنا ایک خاص خادم مدینے روانہ کیا اور حکم دیا کہ مدینہ پہنچتے ہی عمر کے سر کے بال مونڈنا اس کے بعد کوئی اور کام کرنا۔

وہ خادم مدینے آیا اور سب سے پہلے عمر کا سر مونڈا اس کے بعد کوئی دوسرا کام کیا۔

یہی عمرؒ جب خلیفہ بنے تو اتنی سادگی اختیار کی کہ فاروقِ ثانی کے لقب سے مشہور ہوئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم کی قدر

خلیفہ ہارون الرشید علم کا بڑا قدر دان تھا اور عالموں کی حد سے زیادہ عزّت کرتا تھا۔ اس کے زمانے میں ایک نابینا عالم ابومعاویہ تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ان کو خلیفہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کا اتفاق ہوا۔ کھانے کے بعد خلیفہ نے خود ان کے ہاتھ دُھلوائے۔ وہ بیچارے تو کچھ دیکھ نہیں سکتے تھے اس لیے ان کو کچھ پتا نہ چلا کہ ان کے ہاتھ دُھلوانے والا کون تھا۔

ہاتھ دُھلانے کے بعد خلیفہ نے ان سے کہا:

''ابومعاویہ! آپ کو معلوم ہوا کہ آپ کے ہاتھ کس نے دھلائے ہیں۔''

ابومعاویہؒ نے کہا:

''نہیں اے امیر المؤمنین''

ہارون الرشید نے کہا:

''یہ عزّت خود میں نے حاصل کی ہے۔''

ابومعاویہؒ یہ سن کر بہت حیران ہوئے اور کہنے لگے۔

''امیر المؤمنین! آپ نے یہ کام شاید اس لیے کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے علم کی دولت بخشی ہے۔ یوں آپ نے علم کی قدر دانی کی ہے۔

ہارون الرشید نے کہا: جی ہاں، علم سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اور اس کی قدر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کرنا ہمارا فرض ہے۔

ابو معاویہؒ نے یہ قصہ اپنے دوستوں اور شاگردوں کو سنایا تو سب کے دل ہارون الرشید کی عزت سے لبریز ہو گئے اور سارے ملک میں اس کی علمی قدردانی کی شہرت ہو گئی۔

۱- حدیثِ نبوی ﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے گھر سے نکلے وہ اس وقت تک جب تک کہ گھر واپس نہ آ جائے، اللہ کی راہ میں ہے۔ (جامع ترمذی، مسندِ دارمی)

۲- حدیثِ نبوی ﷺ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص سے کوئی علم کی بات دریافت کی گئی پھر اس نے اسے پوشیدہ رکھا، اسے قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

(ابوداؤد)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوحنیفہؒ کی بے مثال پرہیز گاری

مسلمانوں میں کون ہوگا جس نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہ سنا ہو۔ وہ آٹھویں صدی عیسوی میں اتنے بڑے عالم گزرے ہیں کہ کروڑوں مسلمان ان کو دِین کے علم میں واقفیت کے لحاظ سے بڑا امام (امام اعظم) مانتے ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بے حد عبادت گزار اور پرہیز گار تھے اور کاروباری لین دِین میں اس قدر احتیاط کرتے تھے کہ ان کی آمدنی میں کوئی ایسی رقم شامل نہ ہو جائے جس کے ناجائز یا حرام ہونے میں ذرا سا بھی شبہ ہو۔

ایک دفعہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دکان کے ملازم سے کپڑے کے ایک تھان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''بھائی دیکھو یہ تھان ایک جگہ سے مَسکا ہوا ہے۔ (یعنی قدرے پھٹا ہوا ہے) اگر میری غیر حاضری میں اس کا کوئی خریدار آ جائے تو اس کو اس تھان کا یہ عیب بتا دینا۔ اگر وہ یہ عیب جانتے ہوئے بھی اسے خریدنا چاہے تو اس سے اس کی نصف (آدھی) قیمت لینا۔''

اتفاق سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی غیر حاضری میں اس ناقص تھان کا ایک خریدار آ گیا۔ دوسرے خریداروں کے ہجوم اور مصروفیت کی وجہ سے ملازم اس خریدار کو تھان کا عیب بتانا بھول گیا اور پوری قیمت لے کر تھان اس کے ہاتھ بیچ دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شام کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ دکان پر تشریف لائے تو اس ملازم سے پوچھا کہ وہ عیب والا تھان بِک گیا ہے یا نہیں؟

ملازم نے بڑی شرمندگی کے ساتھ عرض کیا' جناب تھان بِک تو گیا ہے لیکن افسوس کہ میں خریدار کو اس کا عیب بتانا بھول گیا اور اس سے تھان کی پوری قیمت وصول کر لی یعنی اس قسم کے بے عیب تھان کی جو قیمت ہوتی ہے' عیب والے تھان کو اسی قیمت پر فروخت کر دیا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ سن کر بہت دُکھ ہوا اور دوسرے دن صبح سویرے وہ اس خریدار کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ ملازم سے خریدار کی شکل وصورت لباس وغیرہ کے بارے میں پوچھ لیا تھا تاکہ اسے پہچان سکیں۔ وہ جس طرف گیا تھا اس طرف گئے تو کسی نے بتایا کہ وہ شخص حجاز جانے والے ایک قافلے میں شامل ہو کر یہاں سے روانہ ہو گیا ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تیز رفتار اونٹنی لی اور اس شخص کی تلاش میں حجاز کی طرف روانہ ہو گئے۔ انھوں نے دوسری منزل میں اُس قافلے کو جا لیا جس میں وہ شخص شامل تھا۔ امام صاحبؒ نے اس سے مل کر اسے بتایا کہ بھائی جو تھان آپ میری دکان سے خرید کر لائے ہیں اس میں یہ عیب ہے' افسوس کہ ملازم نے آپ کو یہ عیب نہ بتایا اور آپ سے بے عیب تھان کی قیمت وصول کر لی حالانکہ میں نے اسے ہدایت کی تھی کہ خریدار کو اس کا عیب بتا کر اس کی نصف قیمت لینا۔ یہ ملازم میری ہدایت کو بھول گیا تھا اور اپنی غلطی پر سخت شرمندہ ہے' اس کی غلطی کے لیے میں آپ سے معافی چاہتا ہوں' یہ لیجیے تھان کی نصف قیمت جو اس نے آپ سے زائد وصول کی۔

خریدار امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دیانت اور پرہیز گاری کو دیکھ کر حیران رہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا اور بے اختیار اس کے منہ سے نکلا:

"اے ابوحنیفہ! خدا کی قسم آپ اس اُمت کی آبرو قوت اور زندگی ہیں، ہم آپ پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔"

پھر جب امام صاحبؒ اس سے رخصت ہونے لگے تو اس نے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا، دور تک ان کے ساتھ گیا اور بڑی محبت اور بڑے احترام کے ساتھ ان کو الوداع کہا۔

www.KitaboSunnat.com

۱- حدیثِ نبوی ﷺ

۱- حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اے میرے اللہ، میں بُخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(صحیح بخاری)

۲- حدیثِ نبوی ﷺ

۲- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے لوگوں کو دکھانے کے لیے نماز پڑھی، اس نے شرک کیا اور جس شخص نے لوگوں کو دکھانے کے لیے روزہ رکھا، اس نے شرک کیا اور جس شخص نے لوگوں کو دکھانے کے لیے صدقہ کیا اس نے شرک کیا۔

(مُسندِ احمد)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش قسمت مقروض اور فرشتہ سیرت قرض خواہ

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک روز کہیں جا رہے تھے کہ دُور سے اپنی طرف آتے ہوئے ایک شخص پر ان کی نظر پڑی۔ اس نے امام صاحبؒ کو دیکھتے ہی راستہ بدل لیا اور ایک دوسری گلی کی طرف مڑنے لگا۔ امام صاحبؒ نے بآوازِ بلند اس کو پکارا:

''بھائی جس راستے پر تم آ رہے تھے' اسی پر چلے آؤ' دوسری طرف تم کیوں جا رہے ہو؟''

وہ شخص امام صاحبؒ کی آواز سن کر رک گیا۔ امام صاحبؒ اس کے قریب پہنچے تو اس نے شرماتے ہوئے ان کو سلام کیا اور سر جُھکا کر کھڑا ہو گیا۔ امام صاحبؒ نے اس سے پوچھا:

''بھائی! تم نے راستہ بدلنے کی کوشش کیوں کی؟''

اس نے عرض کیا:

''حضرت! مجھ پر آپ کا دس ہزار روپیہ قرض ہے۔ میں وعدہ کے مطابق ابھی تک یہ قرض ادا نہیں کر سکا۔ آپ کو دیکھ کر سخت شرمندگی ہوئی۔ آپ کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں پڑی اس لیے دوسری گلی کی طرف مڑنے لگا تھا۔''

امام صاحبؒ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبحان اللہ! بس اتنی سی بات کے لیے تم نے مجھ سے چھپنے کی کوشش کی۔ جاؤ میں نے یہ سارا قرض معاف کر دیا اور اب تمہارے ذِمّہ میری کوئی رقم نہیں ہے۔''

امام صاحبؒ نے نہ صرف قرض معاف کر دیا بلکہ یہ فرما کر قرضدار سے معافی بھی چاہی کہ:

''بھائی! مجھے دیکھ کر تم پر جو خوف طاری ہوا اور شرمندگی نے جس طرح تم کو پریشان کیا' اس کے لیے میں تم سے معافی چاہتا ہوں' اللہ تعالیٰ کے لیے مجھے معاف کر دو۔''

اس واقعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ کے خاص بندوں کے اَخلاق کی کیا شان ہوتی ہے۔

حدیثِ نبوی ﷺ

حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی ظالم کا ساتھ دے کر اس کو قوّت پہنچائے گا درآنحالیکہ وہ جانتا ہے کہ وہ شخص ظالم ہے تو وہ اِسلام سے خارج ہو گیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیرت مند محتاج کی پوشیدہ مدد

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جس طرح علم کا سمندر تھے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا رحم دل، سخی اور غریبوں مسکینوں کا ہمدرد بنایا تھا۔ ان کے دروازے سے کبھی کوئی سائل خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔ اگر کبھی کسی سائل کو آئے ہوئے زیادہ دن گزر جاتے تو وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرتے رہتے تھے۔ ان کی علمی مجلسوں میں جہاں طالب علموں، دِین کے مسائل پوچھنے والوں اور فتوٰی لینے والوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا، وہاں کئی مسکین حاجت مند بھی آ جاتے تھے۔ وہ اپنی ضرورت امام صاحبؒ کو بتاتے تو وہ ان کی ضرورت پوری کر دیتے تھے۔ اسی زمانے میں کوفہ میں ایک بڑا امیر آدمی رہتا تھا۔ اگرچہ وہ اپنی دولت اکثر نیک کاموں میں صَرف کرتا رہتا تھا لیکن بدقسمتی سے اس کو کچھ ایسے حالات پیش آ گئے کہ اس کی سب دولت اور جائداد برباد ہوگئی اور وہ کوڑی کوڑی کا محتاج ہوگیا۔ کچھ عرصہ تو تنگی ترشی کے ساتھ جُوں تُوں کر کے گزارہ کرتا رہا لیکن پھر اس کی حالت اتنی پتلی ہوگئی کہ کبھی کبھی فاقے گزرنے لگے۔ بیوی نے کئی مرتبہ کہا کہ ہمارے شہر میں امام ابوحنیفہ جیسے دریا دل بزرگ موجود ہیں، آپ ان کی خدمت میں جا کر اپنی حالت بتائیں اور مدد کی درخواست کریں، وہ ضرور ہماری مدد کریں گے لیکن وہ شخص بڑا غیرت مند تھا۔ اس نے اچھے دن دیکھے ہوئے تھے، کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے یا کسی سے مدد مانگنے میں شرم محسوس ہوتی تھی اس لیے بیوی کی بات کو ٹال دیتا۔ اتفاق سے ایک دن اس کے گھر کے سامنے تازہ ککڑیاں بیچنے والا کوئی شخص گلی سے گزرا۔ مفلسی کے مارے میاں بیوی کی چھوٹی بچی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ککڑیاں لینے کے لیے مچل گئی۔ ماں سے ککڑیاں خریدنے کے لیے پیسے مانگے لیکن چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں۔ بیچاری کے پاس اتنے پیسے بھی نہیں تھے کہ ایک ہی ککڑی خرید کر بچی کو بہلا سکے۔ یہی حال باپ کا تھا' بچی بلبلا رہی تھی لیکن وہ خالی ہاتھ تھا اور بچی کی خواہش پوری نہ کر سکتا تھا۔ اپنی بے بسی پر اس کو رونا آ گیا اور اس نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مدد مانگنے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ وہ دل پر پتھر رکھ کر امام صاحبؒ کی مجلس میں پہنچا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس نے کبھی کسی سے کچھ نہ مانگا تھا آج بھی امام صاحبؒ کے سامنے ہاتھ پھیلانے کا حوصلہ نہ ہوا۔ شرم اور غیرت کی وجہ سے امام صاحبؒ کو کچھ بتائے بغیر مجلس سے اٹھ کر گھر کا رُخ کیا۔ ادھر امام صاحبؒ نے اس کے چہرے سے اندازہ کر لیا تھا کہ یہ کوئی حاجت مند ہے لیکن شرم کے مارے مجھ سے کچھ کہہ نہیں سکتا۔ جب وہ مجلس سے اٹھ کر گھر کی طرف چلا تو امام صاحبؒ چپکے سے اس کے پیچھے ہو لیے۔

جس گھر میں وہ داخل ہوا' امام صاحبؒ نے اس کو اچھی طرح پہچان لیا۔ رات ہوئی تو امام صاحبؒ نے پانچ سَو درہم کی تھیلی لی اور اس حاجت مند کے مکان کے باہر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب اس شخص نے دروازہ کھولا تو امام صاحبؒ نے جلدی سے وہ تھیلی اس کے دروازے کی چوکھٹ پر رکھ دی اور خود اندھیرے میں جلدی سے یہ الفاظ کہتے ہوئے واپس آ گئے۔

''دیکھو! تمہارے دروازے پر ایک تھیلی پڑی ہوئی ہے اس میں پانچ سَو درہم ہیں' یہ تمہارے ہی لیے ہیں۔''

وہ تھیلی اُٹھا کر اندر گیا اور تھیلی کھولی تو درہموں کے ساتھ کاغذ کا ایک پرزہ بھی پڑا تھا جس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

''ابوحنیفہ اس رقم کو لے کر تیرے پاس آیا تھا' یہ حلال کے ذریعے حاصل کی گئی ہے' اس کو کسی تردّد کے بغیر اپنے استعمال میں لاؤ۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سچّی دوستی

ابوعبداللہ محمد بن عمر واقدی دوسری صدی ہجری میں مشہور عالم، مُؤرِّخ اور سیرت نگار گزرے ہیں۔ ان کے دادا کا نام واقد تھا' انہی کی نسبت سے واقدی کہلائے جاتے ہیں۔ عباسی خاندان کا ساتواں خلیفہ مامون الرشید (المامون) اُن کا بڑا قدردان تھا اور اس نے ان کو بغداد کے مشرقی حصے کا قاضی بنا دیا تھا۔ واقدی بڑے دریا دل آدمی تھے اور غریبوں مسکینوں اور حاجت مندوں کی مدد کے لیے اپنا مال بے دریغ خرچ کرتے رہتے تھے اس لیے اکثر مقروض رہتے تھے۔ اپنی سخاوت کی وجہ سے بعض اوقات خود مفلس ہو جاتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ''ایک مرتبہ عید سر پر آ گئی اور میرے پاس اتنا بھی نہ تھا کہ اپنے اہل وعیال کے لیے نئے کپڑے خرید سکوں۔ اس مشکل کے حل کے لیے بہت سوچا لیکن اس کے سوا اور کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی کہ اپنے کسی دوست سے قرض لوں۔ یہ سوچ کر اپنے ایک تاجر دوست کے پاس گیا اور اس سے کچھ روپیہ قرض مانگا۔ اس نے کسی حیل حجت کے بغیر درہموں سے بھری ہوئی کئی تھیلیاں میرے سامنے رکھ دیں۔ ان میں ایک لاکھ دوسَو درہم تھے۔ میں انہیں لے کر گھر آ گیا۔

تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ میرا ایک ہاشمی دوست آیا اور کہا کہ آج کل مجھ پر پیغمبری وقت آ پڑا ہے۔ اِس کی وجہ سے سخت پریشان ہوں۔ بہت سی ضرورتیں منہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھاڑے کھڑی ہیں لیکن میرے پاس اتنا بھی نہیں کہ اپنی ایک ضرورت بھی پوری کر سکوں۔ مہربانی کر کے مجھے کچھ روپیہ قرض دو۔ میں نے اس کو مردان خانے میں بٹھایا اور کہا کہ میں گھر کے اندر جا کر بیوی سے مشورہ کرتا ہوں پھر تمہیں آ کر بتاؤں گا کہ تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں، تم یہیں بیٹھو۔ یہ کہہ کر میں گھر کے اندر گیا اور بیوی سے مشورہ کیا تو اس نے کہا:

تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے؟

میں نے کہا، میرے خیال میں جو رقم میرے تاجر دوست نے دی ہے اس میں آدھی رقم اپنے اس ہاشمی دوست کو دے دوں۔ میری بیوی بولیں:

''سبحان اللہ! آپ اپنے دوست کے پاس گئے اور اپنی ضرورت بیان کی تو اس نے کسی حیل و حجت کے بغیر آپ کو ایک لاکھ دو سو درہم دے دیے۔ اب آپ کے پاس ایک ایسا دوست اپنی ضرورت لے کر آیا ہے جو ہاشمی ہونے کی بنا پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خاندان سے نسبت رکھتا ہے، آپ اس کو آدھی رقم پر ہی ٹالنا چاہتے ہیں یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ آپ مجھ سے پوچھتے ہیں تو میں یہی مشورہ آپ کو دوں گی کہ آپ ساری رقم ہاشمی دوست کو دے دیجئے۔

میں نے بیوی کے مشورہ کے مطابق ساری رقم (ایک لاکھ دو سو درہم) ہاشمی دوست کو دے دی اور وہ خوش خوش اپنے گھر گیا۔

اب اتفاق ایسا ہوا کہ مجھے ایک لاکھ دو سو درہم دینے کے بعد میرا تاجر دوست خالی ہاتھ رہ گیا اور اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے وہ بھی قرض لینے پر مجبور ہو گیا۔ اس غرض کے لیے وہ میرے ہاشمی دوست کے پاس آیا جو اس کا بھی پرانا دوست تھا۔ ہاشمی نے اس کو پریشان اور ضرورت مند دیکھ کر وہی رقم اس کے سامنے رکھ دی جو مجھ سے لے کر گیا تھا۔ تاجر دوست نے رقم والی تھیلیوں کو دیکھا تو یہ وہی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں جو اس نے مجھے دی تھیں۔ وہ حیران ہو کر فوراً میرے پاس آیا اور پوچھا کہ بھائی! یہ کیا قِصّہ ہے؟

میں نے اسے سارا قِصّہ شروع سے اخیر تک سنایا۔ اب ہم نے اپنے ہاشمی دوست کو بھی بلا بھیجا۔ وہ آیا تو ہم تینوں نے آپس میں مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ اس رقم کو تین حصوں میں تقسیم کر کے آپس میں بانٹ لیں کیونکہ تینوں ہی حاجت مند ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ہوتے ہوتے اس واقعہ کی خبر خلیفہ مامون الرشید تک پہنچ گئی۔ اس نے قاصد بھیج کر مجھے طلب کیا۔ میں حاضر ہوا تو اس نے مجھ سے اس واقعہ کے بارے میں پوچھا: میں نے سارا قصہ عرض کر دیا جس میں اپنے ارادے اور بیوی کے مشورے کا ذکر بھی کیا۔ خلیفہ تینوں دوستوں کی ایک دوسرے کے ساتھ بے غرض نیکی اور ہمدردی کا حال سن کر بہت خوش ہوا۔ اس نے خادم کو حکم دیا کہ وہ سامنے پڑی ہوئی تھیلی اُٹھا لاؤ۔ وہ تھیلی لایا اور اسے کھولا گیا تو اس میں دس ہزار دینار تھے۔ (اس زمانے میں دینار سونے کا ایک وزنی سِکّہ ہوتا تھا جس کی قیمت اِس زمانے میں کئی ہزار روپے بنتی ہے) خلیفہ نے دو دو ہزار ہم تینوں دوستوں کو انعام کے طور پر دیے اور چار ہزار دینار یہ کہہ کر میری بیوی کو بھجوائے کہ یہ نیک دل خاتون تم تینوں سے زیادہ سخی ہے۔

(مروج الذہب مسعودی)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کائی نے جان بچادی

تیسری چوتھی صدی ہجری (دسویں صدی عیسوی) میں ابوبکر محمد بن زکریا رازی مشہور طبیب (حکیم) گزرے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے طبیب تھے جن بیماروں کے علاج سے دوسرے طبیب عاجز آ جاتے تھے وہ ابوبکر محمد رازی کے علاج سے تندرست ہو جاتے تھے۔ بے شمار مایوس مریض ان سے علاج کرانے کے لیے بغداد آتے رہتے تھے۔ ان کے دوائی نسخوں اور علاج کے طریقوں سے نہ صرف ان کے زمانے کے ہزار ہا لوگوں نے فائدہ اُٹھایا بلکہ ان کے بعد بھی لوگ صدیوں تک ان سے فائدہ اُٹھاتے رہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک نوجوان مریض بہت دُور سے سفر کرتا ہوا بغداد پہنچا اور حکیم رازی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

''حکیم صاحب! میں بہت دور سے سفر کرتا ہوا بغداد کی طرف آ رہا تھا کہ راستے میں میرے منہ سے خون آنا شروع ہو گیا' اٹھتے بیٹھتے کھانستے تھوکتے وقت خون اتنی زیادہ مقدار میں میرے منہ سے نکلتا ہے کہ میں نڈھال ہو جاتا ہوں۔ اس بیماری نے مجھے اتنا کمزور کر دیا ہے کہ بڑی مشکل سے چل پھر سکتا ہوں' خدا کے لیے مجھ پردیسی کا علاج کیجیے اور مجھے اس مصیبت سے نجات دلائیے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکیم صاحب نے اس نوجوان کو دلاسا دیا اور کہا' گھبراؤ نہیں' ہمت سے کام لو' میں تمہارا علاج کروں گا' دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ شفا دے پھر حکیم صاحب نے مریض کی نبض دیکھی' اس کے خون تھوک اور پیشاب کا معائنہ کیا مگر بیماری کی وجہ ان کی سمجھ میں نہ آ سکی۔ عام طور پر سل کی بیماری میں مریض خون تھوکتا ہے کیونکہ اس کے پھیپھڑے میں زخم ہو جاتے ہیں لیکن اس مریض کے تھوک' خون وغیرہ میں سل کی کوئی علامت نہیں تھی۔ حکیم صاحب مریض کی تسلی کے لیے دو چار دن اس کو کچھ دوائیں دیتے رہے لیکن اس کو کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر ایک دن انھوں نے مریض سے کہا کہ اپنے سفر کا پورا حال سناؤ اور جو کچھ تم نے سفر میں کھایا پیا وہ بھی بتاؤ۔ مریض نے سفر کے حالات سناتے ہوئے حکیم صاحب کو بتایا کہ ایک صحرائی علاقے سے میرا گزر ہوا تو وہاں دُور دُور تک پانی کا نام ونشان تک نہ تھا اور نہ کوئی بستی نظر آتی تھی جہاں سے میں پانی حاصل کر سکتا۔ پیاس سے میرا یہ حال ہوا کہ چلنا محال ہو گیا قریب تھا کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑتا' کچھ فاصلے پر مجھے ایک جوہڑ نظر آیا میں گرتا پڑتا اس کے پاس پہنچا اور وہاں سے پانی لے کر اپنی پیاس بجھائی۔

اس کے کچھ دیر بعد میرے منہ سے خون آنا شروع ہو گیا اور اسی بیماری نے آج تک مجھے ہلکان کر رکھا ہے۔

مریض کا بیان سنتے ہی حکیم صاحب بیماری کا سبب جان گئے۔ انھوں نے ملازم بھیج کر ایک جوہڑ سے مٹھی بھر کائی منگوائی (کائی اس سبزی کو کہتے ہیں جو بند کھڑے) پانی کے اوپر یا برسات میں دیواروں وغیرہ پر جم جاتی ہے اور مریض سے کہا کہ اس کو کھاؤ۔ مریض نے ایسا کرنے میں بڑی کراہت محسوس کی لیکن حکیم صاحب کے حکم اور بار بار کہنے پر اس نے کائی کھالی۔ کائی کھاتے ہی اس کو قے آئی۔ اس میں کائی میں لپٹی ہوئی کوئی چیز رینگ رہی تھی۔ اس کو غور سے دیکھنے پر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ وہ ایک جونک تھی جو صحرا کے جوہڑ سے پانی پیتے وقت مریض کے پیٹ کے اندر چلی گئی تھی۔ یہی مریض کی آنتوں اور معدے کو زخمی کر کے اس سے خون تھکواتی رہی تھی جونہی یہ مریض کے پیٹ سے باہر آئی وہ اپنے آپ کو بھلا چنگا محسوس کرنے لگا۔ حکیم صاحب نے اب اس کو چند مزید اردوائیں دیں جنہیں چار پانچ دن کھانے سے مریض کی کمزوری دور ہوگئی اور وہ حکیم صاحب کو دعائیں دیتا ان سے رخصت ہوا۔

۱- حدیثِ نبوی ﷺ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھانے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ اللہ کا نام لے (یعنی بِسْمِ اللّٰہِ پڑھے) اور اگر شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا بھول جائے تو بعد میں کہہ لے بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَ آخِرَہٗ۔

(سنن ابی داؤد و جامع ترمذی)

۲- حدیثِ نبوی ﷺ

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی روزی میں برکت اور عمر میں زیادتی ہو تو اسے چاہیے کہ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے۔ (صحیح بخاری)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باغ کا ایمان دار رکھوالا

چھٹی صدی ہجری میں حضرت ابویعقوب رحمۃ اللہ علیہ بڑے نیک اور پرہیزگار بزرگ گزرے ہیں۔ ان کا تعلّق تو ایک شاہی خاندان سے تھا لیکن انھوں نے دنیاوی مال و دولت اور شان و شوکت کو چھوڑ کر فقیری اختیار کر لی تھی اور اپنا زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت اور مخلوقِ خدا کی خدمت میں گزارتے تھے۔

ایک دفعہ وہ دمشق گئے وہاں کچھ ایسے حالات پیش آئے کہ وہ سخت تنگ دست ہو گئے اور کھانے پینے کے لیے بھی ان کے پاس کچھ نہ رہا لیکن انھوں نے کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا گوارا نہ کیا اور ایک شاہی باغ میں درختوں اور پھلوں کے رکھوالے کی نوکری اختیار کر لی۔ پھل پک جاتے تو شاہی ملازم انہیں اتار کر لے جاتے۔ حضرت ابویعقوبؒ نے کبھی کسی پھل کو ہاتھ تک نہ لگایا یہاں تک کہ انھوں نے کبھی گرے پڑے پھلوں کو بھی نہیں چھوا۔

کوئی چھ ماہ بعد اس وقت کا حکمران سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن باغ کی سیر کے لیے آیا۔ شاہی باغوں کا افسر بھی اس کے ساتھ تھا۔ اس نے حضرت ابویعقوبؒ کو حکم دیا کہ سلطان کے لیے ایک میٹھا انار لاؤ۔ حضرت ابویعقوبؒ ایک پکا ہوا انار لے آئے۔ سلطان نے اسے چکھا تو وہ کھٹا نکلا۔ سلطان نے اسے پھینک دیا۔ افسر نے حضرت ابویعقوبؒ سے کہا' کوئی اور انار لاؤ۔ وہ دوسرا انار لائے تو وہ بھی کھٹا نکلا۔ افسر نے انہیں تیسری مرتبہ انار لانے کے لیے کہا تو وہ بھی کھٹا نکلا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر باغ کے افسر کو بڑا غصہ آیا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک شخص جو چھ مہینے سے باغ کی رکھوالی کر رہا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ کون سے درخت کا پھل میٹھا ہے اور کون سے درخت کا کھٹا۔ اس نے بڑے غصے کے ساتھ حضرت ابو یعقوبؒ سے کہا' تم چھ مہینے سے اس باغ کے رکھوالے کی نوکری کر رہے ہو اور تمہیں اس کام کے لیے باقاعدہ تنخواہ دی جاتی ہے لیکن تمہیں اب تک یہ بھی معلوم نہیں کہ کون سے درخت کا پھل میٹھا ہے اور کون سے درخت کا کھٹا۔

حضرت ابو یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا:

''مجھے آپ نے باغ کی حفاظت اور رکھوالی کے لیے ملازم رکھا ہے۔ پھل کھانے یا چکھنے کے لیے نہیں' جو کام میرے ذِمّہ ہے اس کے کرنے میں کبھی کوئی سستی نہیں کی باقی رہے پھل تو میں نے کبھی کوئی پھل نہ چکھا ہے اور نہ کھایا ہے۔''

سلطان نے حضرت ابو یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سنا تو وہ ان کی پرہیز گاری دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہ خود بھی بڑا نیک اور اللہ سے ڈرنے والا بادشاہ تھا۔ اس نے حضرت ابو یعقوبؒ سے پوچھا' آپ کا نام کیا ہے اور آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ حضرت ابو یعقوبؒ نے اپنا نام اور پتا بتایا تو سلطان چونک پڑا۔ اس نے ان کا نام اور پرہیز گاری کا حال عرصہ سے سن رکھا تھا۔ اب جو انہیں اپنے سامنے پایا تو ان کے ہاتھ چُومے اور بڑی عزّت کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا اور جاتے ہوئے اپنے ساتھ لے گیا۔ کئی دن تک انہیں اپنے پاس رکھا اور ہر طرح سے ان کی خدمت کرتا رہا۔ حضرت ابو یعقوبؒ نے بھی سلطان کو اچھی اچھی نصیحتیں کیں اور پھر سلطان کو دعائیں دیتے ہوئے اس سے رخصت ہو کر اپنے وطن تشریف لے گئے۔

(نسیمِ حجاز سے ماخوذ)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی غیرت

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ آٹھویں صدی ہجری میں بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ ایک دفعہ ان کے شہر اُچ میں ایک شخص آیا اور اس نے دعویٰ کیا کہ میں اللہ کا ولی ہوں۔

ولی اس انسان کو کہتے ہیں جو اللہ کے بہت قریب ہو۔ اُچ کے بہت سے لوگ اس شخص کے مرید بن گئے' یہاں تک کہ شہر کا حاکم بھی اس کو اللہ کا ولی ماننے لگا۔

ایک دن مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ اس سے ملنے گئے اور اس کے قریب جا کر بیٹھ گئے۔ اس نے مخدوم صاحبؒ کی طرف دیکھا اور کہا:

''اے سیّد! اللہ تعالیٰ ابھی میرے پاس سے گیا ہے۔''

یہ سن کر مخدوم صاحبؒ کو غصہ آ گیا اور انھوں نے کڑک کر فرمایا:

''اے بدبخت! تو کافر ہو گیا ہے۔ توبہ کر اور پھر سے کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان بن۔''

یہ فرما کر وہ شہر کے قاضی کے پاس گئے اور اس سے فرمایا کہ یہ مکّار شخص اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرتا ہے اور کفر کے الفاظ بکتا ہے۔ اگر وہ توبہ کر لے تو معاف کر دیں ورنہ اس کو سخت سزا دیں۔

قاضی کو معلوم تھا کہ شہر کا حاکم بھی اس شخص کو بہت مانتا ہے۔ اس لیے وہ اس شخص کو سزا دینے پر تیار نہ ہوا۔ مخدوم صاحبؒ نے حاکم کو پیغام بھیجا کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور لوگوں کو دھوکا دے کر ان کو غلط راستے پر ڈال رہا ہے' اگر تم نے اس کو سزا نہ دی تو میں بادشاہ کے پاس شکایت کروں گا۔ اس پر حاکم نے اس شخص کو شہر سے نکال دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مظلوم کی سفارش

ایک دفعہ سلطان فیروز شاہ تغلق کے وزیر خان جہان کو ایک نوجوان سے ذاتی دشمنی ہوگئی۔ اس نے نوجوان کو قید خانے میں ڈال دیا اور قید خانے کے افسر کو حکم دیا کہ اس پر بہت سختی کرو۔

اس نوجوان کا باپ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے درخواست کی کہ آپ میرے ساتھ وزیر کے پاس چلیں اور اس سے سفارش کریں کہ وہ میرے بیٹے کو چھوڑ دے اور اس پر ظلم نہ کرے۔ وہ بالکل بے گناہ ہے۔

حضرت مخدومؒ کو اس نوجوان کی مصیبت کا حال سن کر بہت دُکھ ہوا وہ فوراً وزیر کے مکان پر پہنچے مگر اس نے ان سے ملنے سے انکار کر دیا۔ مخدوم صاحب واپس آ گئے۔

ادھر وہ نوجوان بہت تکلیف میں تھا' اس لیے اس کا باپ بار بار مخدوم صاحبؒ کی خدمت میں آتا اور وہ بار بار وزیر کے پاس جاتے لیکن وہ اس نوجوان کو رہا کرنے سے صاف انکار کر دیتا تھا۔ کہتے ہیں کہ مخدوم صاحبؒ انیس بار مظلوم نوجوان کی سفارش کے لیے وزیر کے پاس گئے لیکن اس نے ان کی بات نہ مانی۔ جب وہ بیسویں مرتبہ اس کے پاس گئے تو اس نے غصے میں آ کر کہا:

''اے سیّد! آپ کو شرم نہیں آتی کہ صاف جواب پا کر بھی آپ بار بار

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے پاس دوڑے آتے ہیں۔''

مخدوم صاحبؒ نے فرمایا:

''میرے پیارے بھائی! مجھے آپ کے پاس بار بار آنے میں دوہرا ثواب ملتا ہے۔ ایک تو اس بات کا کہ ایک مظلوم کو مصیبت سے بچانا چاہتا ہوں اور دوسرا اس بات کا کہ آپ کو اللہ کے نیک بندوں میں شامل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔''

مخدوم صاحبؒ کا جواب سن کر وزیر بہت شرمندہ ہوا۔ اسی وقت ان کے قدموں پر گر پڑا اور معافی چاہی۔ پھر اس نے مظلوم نوجوان کو نہ صرف رہا کر دیا بلکہ بہت کچھ انعام واکرام بھی دیا جس سے وہ خوش ہو گیا۔ نوجوان کے باپ کا یہ حال تھا کہ مخدوم صاحبؒ کو دعائیں دیتے دیتے اس کی زبان تھکتی نہ تھی۔

حدیثِ نبوی ﷺ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''تُو اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم'' تو ایک آدمی نے کہا' یارسول اللہ! میں مظلوم کی مدد تو کروں گا' ظالم کی مدد کس طرح کروں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: تو اسے ظلم کرنے سے روک دے' یہی اس کی مدد کرنا ہے۔ (صحیحین)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کا ادب

ایک دفعہ ایک سیّد صاحب حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور اپنے کفن کے لیے کپڑے کا سوال کیا۔ اس وقت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نہ کوئی کپڑا تھا اور نہ روپیہ لیکن وہ سوالی کو کبھی اپنے دروازے سے خالی ہاتھ نہ بھیجتے تھے۔ اپنے خادم سے فرمایا:

''بھائی! سردی کا موسم گزر چکا ہے۔ میرے جاڑے کے بستر سے روئی نکال کر ان صاحب کو دے دو اور روئی بیچ کر جو رقم ملے اس کو غریبوں میں تقسیم کر دو۔''

یہ فرما کر انھوں نے نماز کی نیّت باندھ لی۔

خادم نے مخدوم صاحب کے حکم کے مطابق عمل کیا اور ساتھ ہی کہا:

''حضرت مخدوم جہانیاں سوال کرنے والے پر کس قدر مہربانی فرماتے ہیں

پھر اس نے قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی:

''وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن''

''اور ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔''

مخدوم صاحبؒ نے یہ آیت سنی تو فوراً نماز توڑ دی اور خادم کی طرف غصے سے دیکھ کر فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

"یہ آیت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے کسی دوسرے کے لیے نہیں ہو سکتی۔"

خادم نے توبہ کی اور عہد کیا کہ آیندہ احتیاط کرے گا۔

۱- حدیثِ نبوی ﷺ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم نے کسی سوال کرنے والے کے سوال پر "نہیں" کبھی نہیں فرمایا۔

(بخاری ومسلم)

۲- حدیثِ نبوی ﷺ

حضرت اشعث رضی اللہ عنہ بن قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی کا مال جھوٹی قسم کھا کر مار لے گا' وہ اللہ کے سامنے کوڑھی ہو کر پیش ہوگا۔

(سُنَنِ ابی داوٗد)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبح کا بھولا شام کو گھر آ گیا

آج سے کئی سَو سال پہلے کا ذکر ہے کہ ملک شام کے ایک شہر میں ایک نہایت پرہیز گار بزرگ تھے۔ ان کا زیادہ وقت عبادت میں گزرتا تھا اور وہ نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ لوگ ان کو اللہ کا ولی سمجھتے تھے اور ان کی بہت عِزّت کرتے تھے۔

بدقسمتی سے شیطان نے ان کو غلط راستے پر ڈال دیا۔ وہ اللہ کو بُھلا بیٹھے اور ہر وہ کام کرنے لگے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں کی نظروں میں ان کی کوئی عِزّت نہ رہی اور وہ ان کو ایک ذلیل دھوکے باز سمجھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے دل کا سکون اور چَین چھین لیا' ان کے کسی کام میں برکت نہ رہی اور وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا دشمن سمجھ کر اس کی رحمت سے مایوس ہو گئے۔ ایک دن وہ شہر کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک جگہ انھوں نے دیکھا کہ ایک گھر کا دروازہ کھلا اور اس گھر سے ایک بچّہ روتا چِلّاتا ہوا نکلا۔ اس نے کوئی ایسی حرکت کی تھی جس سے اس کی والدہ ناراض ہو گئی تھی۔ اس نے بچے کو گھر سے دھکے دے کر نکال دیا تھا اور گھر کا دروازہ بند کر لیا تھا۔ بچّہ روتا روتا کچھ دور تک گیا پھر ایک جگہ کھڑا ہو گیا اور سوچنے لگا کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر کے سوا کہاں جا سکتا ہوں اور کون مجھے اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ یہ سوچ کر وہ بُجھے ہوئے دل کے ساتھ اپنے گھر کی طرف پلٹ پڑا۔ دروازے پر پہنچ کر اس نے دیکھا کہ دروازہ اندر سے بند ہے تو بے چارہ دروازے کے باہر چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ گیا یہاں تک کہ اس کو نیند آ گئی۔ کافی دیر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد ماں نے دروازہ کھولا تو بچے کو چوکھٹ پر سر رکھے سوتا دیکھ کر اس کا دل بھر آیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ماں تا کی ماری کو بچے کی بری حرکت یاد نہ رہی اس نے اسے اُٹھا کر سینے سے لگا لیا اور اس کا منہ سر چُوم کر کہا:

''میرے بچے! تو نے دیکھا کہ میرے سوا تیرا کون ہے' تو نے میرا کہا نہ مان کر اور بری حرکتیں کر کے میرا دل دُکھایا اور مجھے ایسا غصہ دلایا جو ایک ماں کو (عام حالات میں) اپنے جگر کے ٹکڑے پر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ماں کے دل کو ایسا بنایا ہے کہ وہ اپنے بچوں سے پیار کرتی ہے اور ان کو سُکھ پہنچانے کی کوشش کرتی ہے۔ میں بھی تمہاری ماں ہوں اور میرا بھی دل چاہتا ہے کہ تجھے پیار کروں' تجھے ہر طرح کا آرام اور سُکھ پہنچاؤں اور تیرے لیے ہر بھلائی اور بہتری چاہوں۔ میرے پاس جو کچھ ہے تیرے ہی لیے ہے۔'' وہ راہ سے بھٹکے ہوئے بزرگ گلی میں ایک جگہ بیٹھ کر یہ سارا ماجرا دیکھ رہے تھے۔ ان پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ یہ کہتے ہوئے زار زار رونے لگے۔

''الٰہی میں سیدھے راستے سے بھٹک گیا تھا اور تجھے بھُلا بیٹھا تھا' مَیں اپنے کیے پر شرمندہ اور پشیمان ہوں' میں سچّے دل سے توبہ کرتا ہوں' تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے' تیرے در پر رحم اور معافی کا بھکاری بن کر آیا ہوں' میری خطاؤں کو بخش دے' اے میرے خالق اے میرے مالک مجھے اپنے دروازے سے نہ دھتکارنا کہ تیرے سوا میرا کوئی اور آسرا نہیں ہے۔''

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد وہ بزرگ پھر اپنی پرانی حالت پر آ گئے۔ انھوں نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ کی عبادت اور مخلوقِ خدا کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ لوگ ان کی پھر عزت کرنے لگے اور ان کے دل کو بھی اب سکون اور چین مل گیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عجیب بیماری، عجیب علاج

چوتھی صدی ہجری (گیارہویں صدی عیسوی) میں ہمارے پڑوسی ملک ایران کے ایک بڑے علاقے پر بُویہی خاندان کی حکومت تھی۔ اس خاندان کے ایک بادشاہ علاؤالدولہ نے ۳۹۸ھ/ ۱۰۰۷ء سے ۴۳۳ھ/ ۱۰۴۱ء تک حکومت کی۔ اسی بادشاہ کے زمانے کا ذکر ہے کہ منصور نام کا ایک شخص جو بادشاہ کا قریبی عزیز تھا، ایک عجیب بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ بیماری یہ تھی کہ وہ اپنے آپ کو گائے سمجھنے لگا تھا اور سارا سارا دن گائے کی آواز کی طرح آواز نکالتا رہتا تھا۔ وہ گھر والوں سے کہتا تھا کہ مجھے ذبح کرو، میرے گوشت سے بہت عمدہ ہریسہ بنے گا۔ ہریسہ ایک قسم کا لذیذ کھانا ہوتا ہے جسے گیہوں کے آٹے، گوشت، گھی، نمک اور مسالوں وغیرہ سے تیار کیا جاتا ہے۔ گھر والوں اور دوسرے لوگوں نے اسے بہتیرا سمجھایا کہ تم گائے نہیں بلکہ انسان ہو لیکن اس کو اپنے گائے ہونے کا ایسا وہم ہو گیا تھا کہ وہ کسی کی بات نہیں مانتا تھا۔ بادشاہ نے ملک کے بڑے بڑے طبیبوں کو اس کے علاج پر مقرر کیا۔ انھوں نے مریض کے علاج میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی لیکن اس کی بیماری بڑھتی ہی گئی۔ کسی طبیب کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ مریض کو مالیخولیا کی بیماری ہے یا اس کے دماغ میں خرابی ہے۔ انھوں نے ہر قسم کے علاج آزمائے لیکن مریض کو کچھ فائدہ نہ ہوا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ مریض کا کھانا پینا چھوٹ گیا۔ گھر والے بڑی مشکل سے اس کے گلے سے کھانے پینے کی کوئی چیز اتارتے تھے تاکہ وہ بھوک سے ہلاک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو جائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مریض سخت کمزور ہو گیا بس وہ ہر وقت یہی رَٹ لگائے رکھتا تھا کہ میں گائے ہوں، مجھے ذبح کرو۔ جب سارے طبیب اس کے علاج سے عاجز آ گئے اور انھوں نے اس کے علاج سے جواب دے دیا تو بادشاہ نے اپنے وزیر خواجہ ابوعلی سے کہا، خواجہ! تم ہی منصور کے علاج کی کوئی تدبیر سوچو۔

یہ خواجہ ابوعلی کوئی معمولی آدمی نہیں تھا۔ اس کا شمار مسلمانوں کی تاریخ کے ان وزیروں میں ہوتا ہے جن کی علمی لیاقت، انتظامی قابلیت اور دانائی کو دوست دشمن سب مانتے تھے اور جنھوں نے اپنے ملکوں کا انتظام ایسے عمدہ طریقے سے کیا تھا کہ سب لوگ خوشحال ہو گئے تھے۔ بادشاہ نے مریض کے بارے میں خواجہ ابوعلی سے بات کی تو وہ بڑی دیر تک اس معاملے پر غور کرتا رہا۔ آخر اس کو مریض کا علاج کرنے کی ایک ترکیب سوجھ گئی اور اس نے بادشاہ سے کہا:

''حضور! میں اس مریض کا علاج کرنے کی پوری کوشش کروں گا، آپ اس کے گھر والوں کو حکم دیں کہ میں ان سے جو کہوں، وہ اسی کے مطابق عمل کریں اور میرے کسی کام میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔''

بادشاہ نے مریض کے گھر والوں کو ایسا ہی حکم دے دیا۔

دوسرے دن خواجہ ابوعلی نے مریض کے گھر والوں کو پیغام بھیجا کہ میں تمہارے گھر ایک قصائی کی صورت میں آ رہا ہوں، تم مریض سے کہو کہ قصائی تمہیں ذبح کرنے کے لیے آ رہا ہے۔''

گھر والوں نے جب مریض سے کہا کہ قصائی تمہیں ذبح کرنے کے لیے آ رہا ہے تو اس نے اس بات کو اپنے لیے خوشخبری سمجھا اور مارے خوشی کے ناچنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد خواجہ ابوعلی ہاتھ میں ایک چھری لیے مریض کے گھر پہنچا اور بڑے دبدبے سے گھر والوں سے کہا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کہاں ہے وہ گائے' اِسے ادھر لاؤ مَیں اسے ذبح کرنا چاہتا ہوں۔''

مریض نے خواجہ کی آواز سن کر گائے کی طرح آواز نکالی۔ خواجہ نے گھر والوں سے کہا' اسے گھر کے صحن میں لاؤ اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر میرے سامنے گراؤ تا کہ میں اس کے گلے پر چُھری پھیروں۔

یہ سنتے ہی مریض دوڑ کر گھر کے صحن میں آیا اور سیدھے پہلو پر لیٹ گیا۔ خواجہ نے اس کے ہاتھ پاؤں باندھے اور پھر چُھری تیز کرنے لگا۔ اس کے بعد وہ قصائیوں کی طرح مریض کے پہلو کے قریب بیٹھ کر اس کے جسم کو دو چار جگہ دبا کر بڑے غصے کے ساتھ بولا' یہ تم نے کیسی دبلی گائے رکھی ہوئی ہے۔ اس میں تو نام کو بھی گوشت نہیں اور یہ ذبح کرنے کے لائق نہیں ہے۔ اس کو دن میں تین چار مرتبہ اچھی قسم کا چارہ دیا کرو تا کہ یہ موٹی ہو جائے اور ذبح کرنے کے لائق ہو جائے۔

یہ کہہ کر خواجہ ابوعلی اٹھ کھڑا ہوا اور مریض کے گھر والوں سے کہا' اس کے ہاتھ پاؤں کھول دو اور جو چیزیں میں تمہارے پاس بھیجوں اس کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ یہ کھاؤ تا کہ جلد موٹے ہو جاؤ۔ اس کے بعد خواجہ اپنے گھر گیا اور وہاں سے نہایت عمدہ کھانے مریض کے لیے بھجوائے۔ گھر والوں نے خواجہ کے کہنے کے مطابق مریض کے سامنے رکھے اور اس سے کہا کہ انہیں کھاؤ تا کہ جلد موٹے ہو جاؤ۔ مریض نے سارے کھانے شوق سے کھائے۔ اس کے بعد خواجہ ہر روز مریض کے لیے عمدہ عمدہ کھانے تجویز کرتا اور طبیبوں کے مشورے سے ان میں ایسی دوائیں بھی ملا دیتا جو نہ صرف مریض کی کمزوری دور کرتیں بلکہ اس کی بیماری کے لیے بھی بہت مفید ہوتی تھیں۔ مریض موٹا ہونے کے لالچ میں یہ کھانے بڑے شوق سے کھاتا تھا۔ اللہ کا کرنا کہ ایک ہی مہینے میں مریض کی بیماری جاتی رہی اور وہ بالکل تندرست ہو گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسمت کا سکندر

کوئی چار سَو سال پہلے کا ذکر ہے کہ پنجاب کے شہر چنیوٹ میں ایک غریب حکیم صاحب رہتے تھے۔ ان کا نام علیم الدین انصاری تھا۔ انھوں نے بڑے لائق استادوں سے عربی، فارسی اور طب (دوادارو کا علم) کی تعلیم پائی تھی اور بڑے اونچے درجے کے طبیب یا حکیم بن گئے تھے۔

اللہ کی قدرت یا حکیم صاحب کی بدقسمتی کہ ان کے پاس بہت کم مریض علاج کے لیے آتے تھے حالانکہ وہ شہر کے دوسرے سب حکیموں سے لائق تھے۔ دوسرے طبیبوں کے پاس مریضوں کا تانتا لگا رہتا تھا لیکن حکیم علیم الدین انصاری کے پاس کوئی اِکّا دُکّا مریض ہی آتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکیم صاحب بہت غریب ہو گئے اتنے غریب کہ کئی کئی دن تک ان کے گھر میں چولھا نہیں جلتا تھا اور حکیم صاحب کو گھر والوں سمیت فاقے کرنے پڑتے تھے۔ حکیم صاحب تو صبر کر لیتے تھے لیکن ان کی بیوی کو بہت غصہ آتا تھا اور وہ ان کو ہر وقت جلی کٹی سناتی رہتی تھیں۔ ایک دن حکیم صاحب شام کو گھر آئے تو اس نے ان کو اتنے طعنے دیے اور اتنا برا بھلا کہا کہ وہ روتے ہوئے دیر تک رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہے کہ ''اے اللہ! مجھ پر رحم کر، میری تقدیر بدل دے اور مجھے اتنا رزق عطا کر کہ میں غریبوں اور محتاجوں کی مدد بھی کر سکوں۔'' جب ان کے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا تو سجدے سے سر اُٹھایا۔ اس وقت انھوں نے یوں محسوس کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمالی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔شام اور عشاء کی نمازیں پڑھنے کے بعد وہ گھر آئے اور چپکے سے اپنے بستر پر لیٹ گئے۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حکیم صاحب کے گھر کا دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا۔ حکیم صاحب چراغ لے کر باہر نکلے تو دیکھا کہ محلے کا چوکیدار باہر کھڑا ہے اور اس کے ساتھ دو آدمی ہیں جو پردیسی معلوم ہوتے ہیں۔ان آدمیوں نے حکیم صاحب کو سلام کیا اور پھر فارسی زبان میں کہا ہے:''حکیم صاحب! ہم ایک تجارتی قافلے کے آدمی ہیں' ہمارا قافلہ کابل سے آگرہ جا رہا ہے' ہمارے قافلے نے آپ کے شہر کے قریب رات بھر کے لیے پڑاؤ ڈالا ہے' ہمارے قافلے کے سردار ملک مظفر خان کے پیٹ میں دیر سے سخت درد ہو رہا ہے۔اس درد نے ان کے ہوش وحواس گم کر رکھے ہیں۔آپ ہمارے ساتھ چل کر ان کو دیکھ لیں اور کوئی ایسی دوا دیں جس سے ان کو جلد از جلد آرام آ جائے۔حکیم صاحب نے ان سے مریض کے بارے میں کچھ اور باتیں پوچھیں جس سے ان کو اندازہ ہو گیا کہ درد کا کیا سبب ہے۔انھوں نے اس کے دور کرنے کے لیے کچھ دوائیں لیں اور ان آدمیوں کے ساتھ قافلے میں پہنچ گئے۔ان کا اندازہ یہ تھا کہ مریض قولنج کے درد میں مبتلا ہے اب جو مریض کو دیکھا تو ان کا اندازہ درست نکلا۔مریض کو اس مرض کی دوائیں کھلائیں اور درد کے مقام پر کپڑا گرم کر کے ٹکور کی۔اللہ نے فضل کیا کہ مریض کا درد دیکھتے ہی دیکھتے دور ہو گیا اور وہ ہشاش بشاش ہو گیا۔حکیم صاحب ملک مظفر خان سے رخصت ہو کر گھر جانے لگے تو اس نے ان کو دس دینار دیے۔دینار سونے کا سکہ ہوتا تھا جس کی قیمت آج کل کے زمانے میں کئی ہزار روپے بنتی ہے۔دینار دیتے وقت ملک مظفر خان نے ان سے یہ بھی کہا کہ کل صبح پھر تشریف لائیے اور مجھے دیکھ لیجیے۔ حکیم صاحب بہت اچھا کہہ کر گھر آئے اور دس دینار بیوی کے ہاتھ پر رکھ دیے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارا قصّہ اس کو سنایا۔ اس نے دس دینار کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھے تھے۔ یہ پا کر خوش ہوگئی اور بار بار اللہ کا شکر ادا کرنے لگی۔

دوسرے دن صبح کو حکیم صاحب ملک مظفر خان کے پاس گئے تو اسے بالکل ٹھیک اور خوش و خُرّم پایا۔ اس نے حکیم صاحب سے کہا کہ ہمارا قافلہ کچھ دیر بعد یہاں سے آگرہ کی طرف روانہ ہونے والا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں آپ کا راستے کا سارا خرچ میں دوں گا اور آگرہ پہنچ کر آپ کے مَطَب کا انتظام بھی کر دوں گا اور کبھی موقع مل گیا تو آپ کو جہانگیر بادشاہ کی ملازمت بھی دلا دوں گا۔ مَطَب وہ مکان ہوتا ہے جہاں بیٹھ کر طبیب مریضوں کو دیکھتا اور ان کا علاج کرتا ہے۔ حکیم صاحب نے ملک مظفر خان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں آپ کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوں بس اتنی اجازت دیجیے کہ گھر والوں کو اطلاع دے آؤں۔ ملک مظفر خان نے کہا' ٹھیک ہے آپ یہ بیس دینار لیں اور اپنے بیوی بچوں کو دے کر میرے پاس واپس آ جائیں۔

حکیم صاحب نے گھر جا کر بیوی کو بیس دینار دیے اور اسے یہ بتا کر کہ میں قافلے کے ساتھ قسمت آزمانے کے لیے آگرہ جا رہا ہوں' واپس ملک مظفر خان کے پاس آ گئے اور قافلے میں شامل ہو گئے۔ چنیوٹ سے آگرے تک کے سفر میں قافلے کا کوئی آدمی بیمار ہو جاتا تو حکیم صاحب ہی اس کا علاج کرتے وہ تندرست ہو جاتا تو خوش ہو کر حکیم صاحب کو کچھ نہ کچھ انعام ضرور دیتا۔ آگرہ پہنچ کر حکیم صاحب کے پاس اتنی رقم جمع ہوگئی کہ وہاں انھوں نے اپنا مَطَب قائم کر لیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں وہ ایک لائق اور قابل حکیم کی حیثیت سے مشہور ہو گئے اور دھڑا دھڑ مریض ان کے پاس آنے لگے۔

اسی زمانے میں ملکہ نور جہاں ٹانگ کے شدید درد میں مبتلا ہوگئی اس درد کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لنگڑی کا درد اور اس موذی بیماری کو عرق النّسا کہتے ہیں۔ اس مرض کی وجہ سے ملکہ کو سخت تکلیف تھی۔ شاہی دربار کے طبیبوں نے ملکہ کے علاج میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی لیکن اس کو کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ملک مظفر خان نے جہانگیر بادشاہ سے حکیم علیم الدین انصاری کا ذکر کیا اور مشورہ دیا کہ ان سے ملکہ کا علاج کرایا جائے۔ بادشاہ نے فوراً حکیم صاحب کو شاہی محل میں بلایا اور انہیں ملکہ کا علاج کرنے کے لیے کہا۔ حکیم صاحب نے ملکہ کی نبض دیکھی' کچھ اور باتیں اس سے پوچھیں اور پھر یہ رائے دی کہ آپ کے جسم سے کچھ خون نکالنا پڑے گا۔ اسی طرح آپ کا درد دور ہوگا۔ علاج کے اس طریقے کو ''فصد کھولنا'' کہتے ہیں۔ اس میں جسم کی ایک رگ سے نشتر کے ذریعے خون نکالتے ہیں۔ ملکہ فصد کھلوانے پر تیار ہوگئی۔ حکیم صاحب نے یہ کام ایسے طریقے سے کیا کہ ملکہ کو کچھ تکلیف نہ ہوئی اور اس کی بیماری بہت جلد دور ہوگئی۔ ملکہ کے صحت یاب ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکیم صاحب کی قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا۔ بادشاہ نے انہیں قیمتی خلعت دے کر شاہی طبیب مقرر کر دیا۔ ادھر ملکہ نے لاہور جا کر غسلِ صحت کیا تو حکیم صاحب کو ایک لاکھ روپے کا خلعت عطا کیا۔ خلعت اس پوشاک کو کہتے ہیں جو بادشاہ یا اس کے امیروں کی طرف سے کسی شخص کی خدمت کے صلے میں اس کی عزت بڑھانے کے لیے دی جاتی ہے۔ خلعت کے علاوہ ملکہ نے حکیم صاحب کو سات لاکھ روپے نقد عطا کیے اور اپنا زیور بھی اتار کر حکیم صاحب کو دے دیا۔ اس کو دیکھ کر ملکہ کی کنیزوں نے بھی اپنے زیور اتار کر ملکہ پر نچھاور کر دیے۔ ملکہ نے یہ تمام زیورات بھی حکیم صاحب کو بخش دیے۔ سارے انعام واکرام کو جمع کر کے قیمت لگائی گئی تو بائیس لاکھ روپے ہوئے۔ حکیم صاحب نے مَنّت مانی تھی کہ میرے ہاتھ میں کبھی دولت آئی تو جہاں تک ہو سکا' اس کو لوگوں کی بھلائی (رفاہِ عام) کے کاموں میں خرچ کروں گا۔ اپنی قسمت کا ستارہ چمکنے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد انھوں نے یہ منت اس طرح پوری کی کہ باقی عمر میں رفاہِ عام کے بے شمار کام کیے مثلاً چنیوٹ کے چاروں طرف اینٹوں کی فصیل بنوائی۔ چنیوٹ اور لاہور میں بہت سی مسجدیں' بارہ دریاں' بازار' دکانیں' سرائیں بنوائیں ان کے علاوہ کتنے ہی باغ' شفاخانے' مدرسے' کنوئیں' تالاب اور حمام بنوائے۔ پنجاب کا مشہور شہر وزیرآباد آباد کیا۔ انھوں نے جو عمارتیں وغیرہ اپنی یادگار چھوڑیں۔ ان میں سے اکثر برباد ہو چکی ہیں لیکن کچھ ابھی تک باقی ہیں۔ ان میں لاہور کی مسجد وزیر خان ان کی سب سے شاندار یادگار ہے جہانگیر کے بعد شاہجہان نے تاج شاہی پہنا تو اس نے بھی حکیم صاحب کو ایک لاکھ روپیہ نقد انعام کے علاوہ ایک قیمتی خنجر' ایک گھوڑا' ایک اونٹ' ایک جھنڈا اور ایک نقارہ عطا کیے اور فوج کا ایک بڑا عہدہ بھی دیا۔ ۱۶۳۲ء میں دولت آباد کے حاکم فتح خان نے خراج ادا کرنا بند کر دیا۔ شاہجہان نے حکیم صاحب کا فوجی عہدہ بڑھا دیا اور ان کو دس ہزار سوار دے کر دولت آباد پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا لیکن فتح خان نے اطاعت قبول کر لی اس لیے بادشاہ نے حکیم صاحب کو واپس بلا لیا اور ان کو نواب وزیر خان کا خطاب دے کر لاہور کا ناظم یا گورنر مقرر کر دیا۔ اسی زمانے میں انھوں نے لاہور کی مسجد وزیر خان اور کئی دوسری عمارتیں تعمیر کرائیں۔ سات سال کے بعد بادشاہ نے ان کو آگرہ کا ناظم (گورنر) مقرر کیا۔ ان کو آگرے میں حکومت کرتے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ قولنج کی بیماری سے اگست ۱۶۴۱ء میں فوت ہو گئے۔ انھوں نے جو شاندار یادگاریں اپنے پیچھے چھوڑیں وہ ان کا نام ہمیشہ زندہ رکھیں گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بادشاہ کو نصیحت

آج سے تقریباً چار سو سال پہلے لاہور میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ بڑی شان والے بزرگ گزرے ہیں۔ وہ بڑے عالم اور اللہ والے بزرگ تھے۔ ان کی زندگی اتنی سادہ تھی کہ مسجد کے ایک حجرے میں رہتے تھے۔ ہزاروں لوگ ان کو اللہ کا خاص بندہ یعنی ولی مانتے تھے اور ان کے مرید تھے۔ جہانگیر بادشاہ کے بعد جب شاہ جہاں ہندوستان کا بادشاہ بنا تو لاہور بھی آیا۔ اس نے اپنے والد سے حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کا حال سن رکھا تھا۔ خود بادشاہ بنا اور لاہور آیا تو حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کو شاہی دربار میں آنے کی دعوت دی حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ کو کہلا بھیجا:

''یہ فقیر مسجد کے اسی حجرے میں خوش ہے آپ اسے یہیں رہنے دیں تو مہربانی ہوگی''

بادشاہ نے یہ جواب سنا تو خود حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیر تک ان کی خدمت میں بیٹھا رہا۔ انھوں نے بادشاہ کو کئی نصیحتیں کیں جن میں سے کچھ یہ ہیں:

''بادشاہ کو چاہیے کہ ہمیشہ رعایا کا خیال رکھے اُس کے ساتھ ظلم یا کسی قسم کی زیادتی نہ ہونے دے اور ہمیشہ انصاف سے کام لے نماز پابندی سے پڑھے اور اس کے بعد بڑی عاجزی سے اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرے کہ وہ اس کی مُراد پوری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے'' یہ نصیحتیں سن کر شاہ جہاں کے دل میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت پیدا ہوگئی ایک دفعہ اس کا بڑا بیٹا داراشکوہ سخت بیمار ہوگیا اور تمام طبیب اس کے علاج سے عاجز آ گئے۔ اس وقت شہزادے کی عمر بیس سال کی تھی۔ شاہ جہاں اس کو حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گیا اور کہا' یہ میرا بڑا بیٹا ہے' طبیبوں نے اس کے علاج سے جواب دے دیا ہے' آپ توجہ فرمائیں۔ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پیالے میں پانی لیا اور اس پر دَم کر کے شہزادے کو پلا دیا۔ اسی ہفتے وہ بالکل تندرست ہوگیا۔ یہ واقعہ داراشکوہ نے خود اپنی ایک کتاب میں بیان کیا ہے۔ شاہ جہاں عمر بھر حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدت مند رہا اور ان کی نصیحتوں پر عمل کرتا رہا۔

حدیثِ نبوی ﷺ

حضرت اُبوامامہ رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پوچھا'

یارسول اللہ! اولاد پر ماں باپ کا کتنا حق ہے؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا: وہ تمہاری جَنَّت اور دوزخ ہیں۔

(سُنَن ابنِ ماجہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سزا کی جگہ انعام

جن لوگوں نے ہندوستان کی تاریخ پڑھی ہے وہ بیرم خان کا نام ضرور جانتے ہوں گے۔ بیرم خان ہمایوں بادشاہ کے دربار کا ایک بڑا افسر اور فوج کا سردار تھا۔ ہمایوں نے اس کو اپنے بیٹے کا اتالیق مقرر کیا تھا۔ اتالیق استاد کو کہتے ہیں جو بچے کو تعلیم بھی دیتا ہے اور اس کی تربیت بھی کرتا ہے۔ ۱۵۵۵ عیسوی میں ہمایوں بادشاہ نے وفات پائی تو اس کے بیٹے اکبر کی عمر صرف تیرہ برس کی تھی۔ بیرم خان اور ہمایوں کے دوسرے وفادار سرداروں نے اکبر کو تخت پر بٹھا دیا اور اس کی ہر طریقے سے مدد کی۔ اس طرح اس نے پورے پچاس سال تک ہندوستان پر بڑی شان وشوکت سے حکومت کی۔

اکبر بادشاہ نے تخت پر بیٹھ کر بیرم خان کو اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کر دیا۔ وہ بڑا عقلمند اور دریا دل آدمی تھا اور کسی کو دکھ نہیں دیتا تھا پھر بھی کچھ لوگ کسی نہ کسی وجہ سے اس کے دشمن بن گئے تھے۔ ایک دن بیرم خان گھوڑے پر سوار کہیں جا رہا تھا۔ کہ ایک شخص نے تاک کر اس کو ایک پتھر دے مارا۔ اس کے ملازموں نے فوراً اس شخص کو پکڑ لیا اور بیرم خان کے سامنے پیش کیا۔ بیرم خان نے دیکھا کہ وہ ایک غریب شخص ہے جس نے پھٹے پرانے کپڑے پہن رکھے ہیں۔ اس نے حکم دیا کہ اس شخص کو اشرفیوں کی ایک تھیلی دے دی جائے۔ ایک ملازم نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور! اس شخص نے جو حرکت کی ہے اس کے لیے اس کو سخت سزا ملنی چاہیے مگر آپ اسے اتنا بھاری انعام دے رہے ہیں'' بیرم خان نے مسکرا کر جواب دیا۔

بھئی یہ ایک بہت غریب آدمی ہے معلوم نہیں اس نے کیا سوچ کر مجھے پتھر مارا ہے۔ اللہ نے مجھے بہت کچھ دے رکھا ہے میں کیوں نہ اس کی مدد کروں لوگ پھل والے درخت کو پتھر مارتے ہیں تو درخت انھیں پھل دیتا ہے نہ کہ سزا۔ اسی لیے میں اس کی غریبی دور کرنے کے لیے یہ اشرفیاں دے رہا ہوں۔''

۱۔ حدیثِ نبوی ﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ وہ آدمی مجھ پر ایمان نہیں لایا جو ایسی حالت میں اپنا پیٹ بھر کے سو جائے کہ اس کے برابر رہنے والا اس کا پڑوسی بھوکا ہو اور اس آدمی کو اس کے بھوکے ہونے کی خبر ہو۔ (مُسندِ بزّار معجم کبیر للطبرانی)

۲۔ حدیثِ نبوی ﷺ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: وہ شخص بہت ہی برے آدمیوں میں سب سے برا ہے جو لوگوں کے قصور معاف نہیں کرتا' عذر کو قبول نہیں کرتا اور کسی گناہ کرنے والے کے گناہ معاف نہیں کرتا۔ (طبرانی)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَولا بخش ہاتھی

عزیز بچو! آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے پالتو جانوروں کو بھی اتنی عقل دی ہے کہ وہ اپنے مالکوں کو یا جس گھر میں رہتے ہوں اس گھر کے رہنے والے سب لوگوں کو پہچان جاتے ہیں اور ان کے اشاروں پر یا ان کی مرضی کے مطابق ایسے کام کرتے ہیں کہ انہیں دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ ان جانوروں میں چھوٹے بڑے ہر قسم کے جانور شامل ہیں مثلاً کُتّے، بندر، گھوڑے، اونٹ، ہاتھی وغیرہ۔ آج سے کوئی ڈیڑھ سَو سال پہلے ایسا ہی ایک بڑا جانور آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے پاس بھی تھا۔ یہ جانور بہت بڑے قد والا ایک ہاتھی تھا جس کو مَولا بخش کہہ کر پکارتے تھے۔ بہادر شاہ ظفر کے دادا پردادا تو واقعی سارے ملک کے بادشاہ تھے لیکن وہ خود بس نام کے بادشاہ تھے اور انگریزوں سے وظیفہ پاتے تھے۔ وظیفہ اس رقم کو کہتے ہیں جو بہادر شاہ کو ہر سال یا ہر ماہ اس مقصد کے لیے دی جاتی تھی کہ وہ خود اُن کا خاندان اور ملازم وغیرہ آسانی سے گزارہ کر سکیں اور وہ انگریزوں کی حکومت اور ان کے معاملات میں دخل نہ دیں۔ بہادر شاہ ظفر کی برائے نام حکومت دِلّی کے لال قلعے اور کچھ دوسرے علاقے تک سکڑ کر رہ گئی تھی لیکن دربار کے شاہانہ ٹھاٹ باٹ اور رکھ رکھاؤ کا بھرم قائم تھا۔ مولا بخش ہاتھی خاصی عمر کا تھا اور بہادر شاہ سے پہلے بھی کچھ بادشاہ اس پر سواری کر چکے تھے۔ اس کا قد اتنا بڑا تھا کہ اس سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے کبھی اتنے قد کاٹھ کا ہاتھی ہندوستان میں نہیں دیکھا گیا تھا۔ دوسرے بڑے بڑے ہاتھی کھڑے ہوتے اور وہ بیٹھا ہوتا تو ان کے برابر دکھائی دیتا تھا۔ اس کی عادتیں بھی انسانوں کی عادتوں جیسی تھیں اور خوبصورتی میں بھی اس کا جواب نہ تھا۔ وہ اکثر مست رہتا تھا اور جو آدمی اس کی خدمت اور دیکھ بھال پر مقرر تھا' اس کے سوا کسی دوسرے کو (سوائے بادشاہ کے) اپنے قریب نہیں آنے دیتا تھا۔

جس دن بادشاہ کو اس پر سوار ہو کر کہیں جانا ہوتا' اس سے ایک دن پہلے بادشاہ کا چوبدار آ کر اسے حکم سناتا:

''میاں مَولا بخش! کل تمہاری نوکری ہے ہوشیار ہو جاؤ۔''

چوبدار بادشاہوں یا امیروں کے اس خاص ملازم کو کہا جاتا تھا جو اُن کے آگے عَصا (ایک خاص قسم کی لاٹھی) یا نیزہ لے کر چلتا تھا۔

مَولا بخش چوبدار کی بات سمجھ جاتا اور ہوشیار ہو کر کھڑا ہو جاتا۔ مہاوت (ہاتھی چلانے والا' اسے فیل بان بھی کہتے ہیں) اسے جمنا دریا میں نہلانے کے لیے لے جاتا۔ جب وہ اسے نہلا لیتا تو اس کے ماتھے پر نقش و نگار (بیل بوٹے) بنائے جاتے۔ بادشاہ کے سوار ہونے سے پہلے اسے زیور پہنائے جاتے پھر اس پر عماری کسی جاتی۔ عماری کا مطلب وہ ہَودہ یا ہَووَج ہے جو ہاتھی کی پیٹھ پر بیٹھنے کے لیے رکھا جاتا ہے۔ بادشاہ سلامت سواری کے لیے آتے تو مولا بخش چیخ مار کر تین سلام کرتا (سونڈ کو تین بار اوپر اُٹھا کر نیچے گرا دیتا) اور خود ہی بیٹھ جاتا۔ جب تک بادشاہ سوار نہ ہو لیں وہ اسی طرح جم کر بیٹھا رہتا۔ جب بادشاہ عماری میں بیٹھ جاتے تو مہاوت اشارہ کرتا' مولا بخش فوراً اٹھ کھڑا ہوتا اور بادشاہ نے جہاں جانا ہوتا انہیں وہاں لے جاتا پھر اسی طرح انہیں واپس لے آتا اور مہاوت اسے تھان پر لے جاتا۔ اب مَولا بخش آنکھیں بند کر کے پہلے کی طرح مُست ہو جاتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۵۷ عیسوی میں ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف بغاوت ہوگئی۔ ہندوستان کے لوگوں نے اسے آزادی کی جنگ اور انگریزوں نے اسے غدر (بغاوت' ہنگامہ یا بلوہ) کا نام دیا۔ انگریزوں نے جلد ہی اس پر قابو پالیا۔ اس کے نتیجے میں انگریزوں نے بادشاہ کو گرفتار کرلیا (بعد میں مقدمہ چلا کر انہیں رنگون (برما) بھیج دیا اور شاہی فیل خانے (ہاتھیوں کے باندھنے یا رکھنے کی جگہ) اور اصطبل پر قبضہ کرلیا۔ خدا کی قدرت مولا بخش کو اپنے مالک (یعنی بادشاہ) کی مصیبت کا حال معلوم ہوگیا۔ اس کو اتنا غم ہوا کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔

اس کے مہاوت نے بہت کوشش کی کہ وہ کچھ کھا پی لے لیکن مولا بخش نے کسی چیز کو منہ نہ لگایا۔ اب تو مہاوت سخت پریشان ہوگیا۔ اسے یہ ڈر تھا کہ اگر ہاتھی کو کچھ ہوگیا تو انگریز سمجھیں گے کہ میں ہی اس کا ذمّہ دار ہوں اور وہ مجھے پھانسی دے دیں گے۔ اس نے دِلّی کے انگریز حاکم سانڈرس کو اطلاع دی کہ حضور مولا بخش ہاتھی نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے' میں نے اسے کھلانے پلانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ وہ کسی چیز کو منہ نہیں لگاتا۔ اگر اسے کچھ ہوگیا تو سرکار مجھے زندہ نہیں چھوڑے گی' آپ اس کا کچھ علاج کرلیں۔ سانڈرس کو مہاوت کی باتوں کا یقین نہ آیا۔ وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی جانور اپنے مالک کی مصیبت پر اتنا غم کرے گا کہ کھانا پینا چھوڑ دے گا۔ اس نے مہاوت کو گالیاں دیں اور کہا' تم نالائق آدمی ہو' ہم خود جا کر اسے کھلائیں گے۔

پھر سانڈرس نے پانچ روپے کے لڈو اور کچھ پوریاں خریدیں۔ اس زمانے کے پانچ روپے آج کل کے کئی سو روپے کے برابر ہوتے تھے اور ہر قسم کی مٹھائیاں اور دوسری چیزیں بھی بہت سستی تھیں اس لیے پانچ روپے کے لڈوؤں اور پوریوں سے ایک بڑا ٹوکرا بھر گیا۔ سانڈرس اس ٹوکرے کو لے کر مولا بخش

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تھان پر پہنچا اور اس کو ہاتھی کے سامنے رکھوا دیا۔ ہاتھی نے غصے سے اپنے پاؤں یا اپنی سونڈ سے ٹوکرے کو دور پھینک دیا۔ یہ دیکھ کر سانڈرس غصے سے لال پیلا ہو گیا اور اس نے چلّا کہا:

''یہ ہاتھی باغی ہو گیا ہے' اسے نیلام کر دو''

مہاوت نے فوراً مَولا بخش کو تھان سے کھولا اور اسے نیلام کرنے کے لیے دِلّی کے صدر بازار کے چوک میں لے گیا۔ ساتھ ہی سانڈرس نے نیلامی کا ڈھنڈورا پٹوا دیا۔ نیلام کی بولی ہوئی تو بنسی نام کے ایک کانے پنساری کے سوا مولا بخش کو خریدنے کے لیے اور کوئی سامنے نہ آیا۔ بنسی نے اڑھائی سَو روپے کی بولی دی اور سانڈرس نے اسی بولی پر نیلام ختم کر دیا لیکن اس سے پہلے کہ بنسی مَولا بخش کو اپنے ساتھ لے جانے کا بندوبست کرتا' وہ کھڑے کھڑے دھم سے زمین پر گرا اور دَم دے دیا۔ اس طرح جان دے کر اس نے اپنے مالک سے وفا کا حق ادا کر دیا۔

(مشہور ادیب جناب ظہیر الدین ظہیر مرحوم نے ''غدر ۱۸۵۷ء کے حالات پر ایک کتاب لکھی تو اس میں مَولا بخش ہاتھی کا ''آنکھوں دیکھا'' حال بھی لکھا۔ یہ کہانی ان کے بیان ہی سے لی گئی ہے۔)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے اِسلام کی نعمت کیسے ملی؟

عزیز بچو! پچھلی (بیسویں) صدی عیسوی میں سائنس نے اس قدر ترقی کی کہ انسان چاند پر پہنچ گیا۔ ہماری زمین سے چاند کا فاصلہ دو لاکھ چالیس ہزار میل ہے۔ سب سے پہلے روس نے ایک ایسا خلائی جہاز یا سیارہ تیار کیا جو ۱۲ اکتوبر ۹۵ء کو چاند پر اتر گیا اور چاند کی پرلی طرف کی تصویریں (فوٹو) لینے کے بعد زمین پر واپس پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس میں کوئی انسان نہیں تھا۔ چند سال بعد ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے خلاء میں سفر کے لیے ایک خاص ہوائی جہاز تیار کیا جس میں تین خلابازوں کو بٹھا کر چاند کی طرف روانہ کیا تا کہ وہ چاند میں اتر کر اس کے بارے میں ہر طرح کی معلومات حاصل کریں۔ خلا کا مطلب ہے زمین اور آسمان کے درمیان خالی جگہ یا زمین کے اوپر کا وہ خطّہ جہاں زمین کی کشش ختم ہو جاتی ہے۔ اس کشش کو کششِ ثقل کہتے ہیں یعنی وہ کشش یا کھینچنے کی طاقت جس سے بھاری چیزیں زمین کی طرف کھنچتی ہیں۔ خلاباز اس انسان کو کہتے ہیں جو خلا میں سفر کرے (خلائی جہاز میں بیٹھ کر) یعنی جہاں زمین کی کشش ختم ہو جاتی ہے اس سے اوپر جائے۔ امریکہ نے جن خلابازوں کو چاند کی طرف بھیجا ان کے لیڈر کا نام نیل آرمسٹرانگ (NEIL ARMSTRONG) تھا۔ وہ امریکہ کی ریاست کیلیفورنیا کے شہر بوسٹن کا رہنے والا تھا۔ چاند کی سرزمین پر سب سے پہلے قدم رکھنے والا انسان یہی نیل آرمسٹرانگ تھا۔ جب وہ اپنے کامیاب خلائی سفر کے بعد زمین پر واپس آیا تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے خلا میں جو کچھ دیکھا یا سنا تھا' اس نے اس پر ایسا اثر ڈالا کہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اس نے اِسلام قبول کرلیا۔ یہ خبر اخباروں میں شائع ہوئی تو امریکہ کے بہت سے عیسائیوں نے اس خبر کو ماننے سے انکار کر دیا اور اخباروں میں اعلان کر دیا کہ یہ خبر غلط تھی۔ اس پر برطانیہ کی آکسفورڈ یونیورسٹی میں فزکس کے پروفیسر ڈاکٹر غلام نبی امریکہ پہنچے اور کیلیفورنیا کے شہر بوسٹن جا کر نیل آرمسٹرانگ سے ملے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نیل آرمسٹرانگ کو عمامہ اور تہبند میں دیکھ کر حیران رہ گیا پھر میرے اور اس کے درمیان یہ سوال جواب ہوئے۔

سوال: کیا یہ خبر صحیح ہے کہ آپ نے اِسلام قبول کرلیا ہے؟

جواب: صحیح ہے۔

سوال: آپ کے اِسلام لانے کا کیا سبب تھا۔

جواب: خلائی سفر کے موقع پر جب میں ساؤنڈ بیریر (SOUND BARRIER) (رفتار کی حد سے پرے) کے علاقے (زون) میں پہنچا تو میں نے عربی بان میں ایک آواز سنی جس کا مفہوم میں نہ سمجھ سکا اور سخت حیران ہوا کہ یہاں یہ کیسی آواز میں نے سنی ہے۔ میں اسی حیرت کی حالت میں اپنا خلائی سفر پورا کر کے زمین پر واپس آ گیا۔ یہاں ڈاکٹروں نے میرا طبّی معائنہ کیا تو مجھے اداس پا کر انھوں نے فیصلہ کیا کہ مجھے میرے بال بچوں کے پاس بھیج دیا جائے۔ ان کے فیصلے کے مطابق جب میں کار میں اپنے گھر جا رہا تھا تو صبح کا وقت تھا۔ راستے میں کالوں کی ایک مسجد تھی۔ (سفید فام امریکی' امریکہ کے اصل باشندوں کو کالے کہتے ہیں کیونکہ ان کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ سفید فام لوگوں کے امریکہ میں آنے سے پہلے امریکہ میں آباد تھے۔) اس مسجد کے پاس سے گزرتے ہوئے میں نے مسجد سے وہی آواز سنی جو میں نے خلا میں سنی تھی۔ (یہ آواز دراصل مسلمانوں کی اذان تھی جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک کالا مسلمان مسجد میں دے رہا تھا) میں نے کار روکی اور مسجد میں داخل ہو کر وہاں بیٹھے ہوئے مسلمانوں سے درخواست کی کہ یہ آواز جو تمہاری مسجد سے آ رہی تھی، میں اسے دوبارہ سننا چاہتا ہوں، آپ کی مہربانی ہوگی، اگر یہ مجھے دوبارہ سنا دیں۔ انھوں نے دوبارہ یہ آواز سنائی تو میں نے اسے ٹیپ کر لیا۔ جب مجھے پورا یقین ہو گیا کہ یہی آواز میں نے خلا میں سنی تھی تو میں نے اسی وقت کلمہ پڑھ لیا اور اِسلام لے آیا۔ جب یہ خبر ملک میں پھیلی تو کلیسا والوں (عیسائی پادریوں) نے مشہور کر دیا کہ میرا دماغ چل گیا ہے یعنی میں پاگل ہو گیا ہوں لیکن میں بالکل پاگل نہیں اور اللہ کا شکر ہے کہ اس وقت میں ایک سو چھ آدمیوں کو مسلمان کر چکا ہوں۔''

ڈاکٹر غلام نبی صاحب نے اس سے کہا:

''آپ یہ حالات مجھے اپنے قلم سے لکھ کر دے دیں تا کہ میں دوسروں سے ذکر کروں تو مجھ پر غلط بیانی کا الزام نہ آئے۔'' چنانچہ نیل آرمسٹرانگ نے اپنے قلم سے یہ حالات انہیں لکھ کر دے دیے۔

(زبورِ خیال ص ۱۲۶-۱۲۷ مؤلفہ ابوالامتیاز ع میں مسلم بحوالہ کشکول مظہری ص ۹۵-۹۶ء ڈاکٹر محمد مظہر بقا، فاضل دیوبند، ایم اے پی ایچ ڈی)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تو وہی دوا تھی

پیارے نونہالو! پچھلی یعنی بیسویں صدی عیسوی میں حکیم محمد عبداللہؒ بہت بڑے طبیب گزرے ہیں۔ وہ پنجاب کے ایک قصبے جہانیاں میں رہتے تھے جہاں وہ پاکستان بننے کے بعد روڑی ضلع حصار سے ہجرت کر کے آباد ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی اور مدتوں کے بیمار لوگ ان کے علاج سے تندرست ہو جاتے تھے۔ حکیم صاحب ایک سچے مسلمان اور اللہ سے ڈرنے والے بزرگ تھے۔ ان کے پاس جو بہت غریب اور بے سہارا مریض آتے' ان سے دوا کی قیمت نہیں لیتے تھے اور ان کا علاج مفت کرتے تھے۔ دوسرے لوگوں سے دوا کی لاگت انتہائی کم منافع کے ساتھ لیتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ ملتان کے قریب سے ایک بڑا زمیندار اپنی کسی بیماری کا علاج کرانے حکیم صاحب کے پاس آیا۔ انھوں نے مرض کی تشخیص کی اور دوا لکھ دی جس کی قیمت آٹھ روپے بنی۔ وہ دوا لے کر چلا گیا۔ چند ماہ بعد دوبارہ حکیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا' حکیم صاحب! آپ نے مجھے جو دوا دی تھی اس سے مجھے ذرہ بھر فائدہ نہیں ہوا کوئی قیمتی دوا دیں۔

اس موقع پر حکیم صاحب کوئی دوا لینے مطب کے دوسرے کمرے میں گئے تو زمیندار کا ڈرائیور ان کے پیچھے گیا اور حکیم صاحب کے کان میں کہنے لگا' حکیم صاحب! میرے صاحب نے آپ کی دوا استعمال ہی نہیں کی' فائدہ کس طرح ہوتا۔ ہم دوا لے کر یہاں سے نکلے تو میرے صاحب نے یہ کہہ کر دوا نہر میں پھینک دی کہ اتنی کم قیمت کی معمولی دوا سے مجھے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد وہ کئی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکیموں اور ڈاکٹروں سے ہزاروں روپے خرچ کر کے علاج کرا چکے ہیں' لیکن کسی کے علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اب ہر طرف سے مایوس ہو کر دوبارہ آپ کے پاس آنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ آپ ان سے ان کی امیرانہ حیثیت کے مطابق دوا کی قیمت لیں۔ حکیم صاحب سارا معاملہ سمجھ گئے اور اب کی بار انھوں نے زمیندار سے دوسَو روپے دوا کی قیمت کے طور پر لیے۔

چند دن بعد زمیندار حکیم صاحب کے پاس اس حالت میں آیا کہ اس کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا اور وہ بار بار کہہ رہا تھا' حکیم صاحب! پہلے والی آپ کی دوا سے تو کچھ فائدہ نہیں ہوا تھا لیکن اب جو دوا آپ نے دی اس نے تو مجھے نئی زندگی دے دی اور میرا مرض ختم ہو گیا ہے۔

حکیم صاحب نے فرمایا:

''بھائی! یہ تو وہی دوا تھی جو میں نے پہلے آپ کو دی تھی۔ اگر آپ اسے استعمال کرتے تو اللہ کے فضل سے آپ کی بیماری پہلے ہی دُور ہو جاتی۔ اس کی قیمت آٹھ روپے سے زیادہ نہیں۔ دوسری مرتبہ میں نے آپ سے دوسَو روپے آپ کا یہ وہم دور کرنے کے لیے وصول کیے کہ سستی دوا سے فائدہ نہیں ہوتا۔ یہ لیجیے اپنے ایک سَو بانوے روپے جنھیں میں نے آپ کی امانت سمجھ کر الگ رکھ چھوڑا ہے۔''

حکیم صاحب کی باتیں سن کر زمیندار بہت شرمندہ ہوا' ان سے معافی چاہی اور کہا' حکیم صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے' آپ جیسے انسان اس دنیا میں کہاں ملتے ہیں' یہ ایک سَو بانوے روپے میں واپس نہیں لوں گا انھیں کسی دینی اور خدمتِ خلق کے کام کے لیے اپنی خوشی سے دیتا ہوں۔ آپ سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دین اور دنیا کی بھلائی نصیب فرمائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

اس کتاب کی ترتیب و تدوین میں جن کتابوں اور رسائل سے مدد لی گئی ہے' ان کے نام یہ ہیں:

۱- سیرۃ النبی ﷺ	شبلی نعمانیؒ
۲- تاریخ اسلام	شاہ معین الدین احمد ندویؒ
۳- اُسدُ الغابہ (ابنِ اثیرؒ)	اردو ترجمہ مولانا عبدالشکور لکھنویؒ
۴- غلامانِ اسلام	مولانا سعید احمد اکبر آبادی
۵- حکایاتِ صوفیہ	طالب الہاشمی
۶- قصص الاسلام	ایس ایم حمید پانی پتی
۷- معارف الحدیث	مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۸- اطباء اور ان کی مسیحائی	حکیم محمد مختار اصلاحی
۹- دفاعِ امام ابوحنیفہؒ	مولانا عبدالقیوم حقانی
۱۰- داستانِ غدر	سید ظہیر الدین ظہیر دہلوی مرحوم
۱۱- زبورِ خیال	جناب ابوالامتیاز ع سن مسلم

ان کے علاوہ ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور' ماہنامہ سکھی گھر لاہور' ماہنامہ خطیب لاہور' ماہنامہ ترجمان القرآن' ہفت روزہ زندگی لاہور اور کئی دوسرے رسائل سے بھی مدد لی گئی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادارہ کی مقبول مطبوعات

خلق خیر الخلائق ﷺ

☆ خطیبوں، واعظوں اور مقرروں کے لیے ایک تحفۂ گراں بہا

☆ طلبہ اور طالبات کے لیے مشعل راہ

☆ محبان رسول ﷺ کے لیے نشاط روح کا سامان

☆ آفتاب رسالت ﷺ کے

www.KitaboSunnat.com

خلق عظیم

کے مختلف پہلوؤں کے زیر عنوان بے شمار ایمان افروز واقعات ایسے دلنشیں پیرائے میں کہ دلوں میں عشق رسول کی شمع روشن ہو جائے اور اسوہ خیر البشر ﷺ کے اتباع کی تڑپ پیدا ہو جائے

سدا بہار

پاکیزہ پھولوں کا ایسا گلدستہ جو مشامِ جان کو معطر کر دیتا ہے

خود پڑھیے بچوں کو پڑھایئے

برصغیر کے نامور شعراء کی نعتوں کا لاجواب انتخاب

محبت حضور ﷺ کی

مرتب: شفیق مرزا، محمد عفیف طہٰ

قیمت: 120 روپے

یہ انتخاب ڈیڑھ صدی کے ہر طبقۂ خیال کے شاعروں کی نمائندہ نعتوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اور کئی نسلوں کی عقیدتوں کا مظہر ہے اور یہ علمی و ادبی اہمیت بھی رکھتا ہے۔

طٰہٰ پبلی کیشنز

22-A ملک جلال دین (وقف) بلڈنگ چوک اردو بازار لاہور

فون: 7231391 موبائل: 0333-4470309

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کتابیں دُنیا پر حکمرانی کرتی ہیں

خلقِ خیر الخلائق ﷺ
طالب الہاشمی

نبی کریم ﷺ کے عزیز و اقاربؓ
محمد اشرف شریف ۔ ڈاکٹر اشتیاق احمد

یہ تیرے پُراسرار بندے
طالب الہاشمی

سیرت
حضرت سعدؓ بن ابی وقاص
طالب الہاشمی

سیرت
حضرت عبداللہؓ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
طالب الہاشمی

سیرت
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
طالب الہاشمی

سیرت
میزبانِ رسول
حضرت ابوایوبؓ انصاری
طالب الہاشمی

سلطان نورالدین محمود زنگی
طالب الہاشمی

خونیں تحریکیں
اظہر امرتسری

برصغیر میں صحابہ کرامؓ
اکبر علی خان قادری

چاندی کی ہتھکڑی
اور
دُوسری کہانیاں
طالب الہاشمی

یمن کا سورما
اور
دوسری کہانیاں
طالب الہاشمی

ISBN 969-8810-10-2
9 789698 810108

طٰہٰ پبلی کیشنز
اُردو بازار لاہور فون: 7231391
0333-4470509

ط